امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، یادوں کے چراغ
■ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی
■ حکایات اہل دل، کتابوں کی دنیا
■ انگشت مبارک سے وقوع پذیر معجزے
■ اردو صحافیوں کی پیشہ وارانہ تربیت......
■ شخصیت کی تعمیر وتشکیل پر توجہ دیجیے
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

جلد نمبر 61/71 | مورخہ ۹ر ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۵ر نومبر ۲۰۲۱ء روز سوموار | شمارہ نمبر 45

خود کو بَرَتنے کا ہُنَر

بین السطور

مفتی محمد ثناء الهدیٰ قاسمی

شخصیت کی تشکیل اور ارتقاء (پرسنالٹی ڈولپمنٹ) کے کام نے ان دنوں ایک فن کی شکل اختیار کر لی ہے، باضابطہ اس کے لیے کیمپ لگائے جاتے ہیں، محاضرات ہوتے ہیں، اور بڑی بڑی رقمیں اس پر خرچ کی جاتی ہیں، شرکاء کو بتایا جاتا ہے کہ اپنی شخصیت کی تشکیل، ارتقاء اور مارکیٹنگ کے لیے کیا کچھ کرنا ضروری ہے، بہت لوگ اس فن سے واقفیت کے بعد بڑے بڑے کام کرنے اور اپنی شخصیت منوانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

اس سلسلے میں بنیادی بات یہ ہے کہ جب آپ کسی کے سامنے پیش ہوں، موقع سمینار، سمپوزیم، جلسے جلوس یا انٹرویو کا ہو تو اپنے خیالات مجتمع کر لیں، شخصیت کو سب سے زیادہ نقصان انتشار ذہنی، عجلت پسندی اور بے سوچ سمجھے اپنی بات رکھنے سے پہونچتا ہے، آپ کہیں انٹرویو کے لیے جا رہے ہیں، کسی سمینار اور سمپوزیم میں آپ کی شرکت ہونی ہے، تو وہاں کے حالات اور انٹرویو لینے والے کی ذہنیت کا پتہ چلا لینا کامیابی کا پہلا زینہ ہوتا ہے، جس کمپنی یا ادارے میں آپ جا رہے ہیں وہاں کے مالکان اور ذمہ داران کی ذہنیت اور ماحول سے واقفیت بھی آپ کے لیے انتہائی ضروری ہے، ماحول کا مطلب یہ ہے کہ وہاں کا اندرونی ماحول مشرقی تہذیب سے متاثر ہے یا مغرب کی بے راہ روی کا بول بالا ہے، جسے آج کی اصطلاح میں ’’کھلا پن‘‘ سے تعبیر کیا جاتا ہے، جو سوالات کیے جائیں اس کے جواب میں عجلت سے کام نہ لیں، سوال کرنے والے کی نفسیات کی تسکین کے لیے اسے بہتر سوال قرار دے کر سوچنے کا تھوڑا وقت آپ کو مل سکتا ہے، آپ کسی ایسے جملے کا بھی استعمال کر سکتے ہیں جو ذو معنی اور مجمل ہوں، اس جملے کی تہہ تک انٹرویو لینے والا جب تک پہونچے، آپ اس کو صحیح جواب دینے کی پوزیشن میں ہو جائیں گے، آپ سوال کرنے والے سے تھوڑا وقت غور وفکر کے لیے بھی مانگ سکتے ہیں، لیکن کبھی اس کا اثر الٹا ہو جاتا ہے، اس لیے بہت سوچ سمجھ کر اس جملے کا استعمال کریں۔

ممکن ہے سوال کرنے والے نے جو بات پوچھی ہے وہ آپ کے نظریہ کے خلاف ہے، ایسے میں اگر سیدھے سیدھے آپ نے اپنا نظریہ بیان کرنا شروع کر دیا تو انٹرویو لینے والے کی انا کو ٹھیس پہونچ سکتی ہے، انا کو ٹھیس پہونچنے کا مطلب آپ کی ناکامی ہے، کیوں کہ ہر انٹرویو لینے والا اپنے کو بڑا سمجھتا ہے، بعض بعض میں بڑے پن کا یہ احساس اتنا شدید ہوتا ہے کہ وہ اپنے کو ’’عقل کل‘‘ کا مالک سمجھنے لگتا ہے، ایسے میں ضروری ہے کہ آپ اپنا نظریہ اس انداز میں رکھیں کہ بلا واسطہ اس کی سوچ پر حملہ نہ ہو، آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں اس بات کو الگ انداز میں دیکھتا ہوں اور آپ اجازت دیں تو میں اپنے نظریات کو آپ سے شیئر کر سکتا ہوں، گفتگو میں یہ بھی ملحوظ رہے کہ آپ ’’باتونی‘‘ بن کر سامنے نہ آئیں، بہت بولنا بھی آپ کی شخصیت کو کمزور کرتا ہے، بولنے میں سامنے والے کی عزت واحترام کا خیال بھی بہت ضروری ہے، بدزبانی بدکلامی، گالی گلوج کسی شریف آدمی کا کام نہیں ہے، بولنے کے مقابل خاموشی زیادہ مناسب ہے، خاموشی بھی کبھی کبھی وجہ قتل بن جاتی ہے، اس لیے اعتدال وتوازن ہی بہتر ہے، نہ زیادہ بولیے اور نہ بالکل چپ رہیے، حدیث میں ’’خیر الامور اوسطها‘‘ کہا گیا ہے۔

ایک بنیادی بات یہ بھی ہے کہ ناکامی کا خوف دل سے نکال دیجئے آپ کی کامیابی اسی وقت طے ہو جاتی ہے جب آپ کے ذہن ودماغ سے ناکامی کا خوف نکل جاتا ہے، یہ خوف آپ کو پژمردہ، بے حوصلہ اور جوش وجذبہ سے عاری کر کے چھوڑ دیتا ہے، اسلئے ناکامی کے خوف کی نفسیات سے باہر آیئے اور خوب اچھی طرح جان لیجئے کہ ناکامی کا مطلب ہے کہ کامیابی کے لیے کوشش صحیح ڈھنگ سے نہیں کی گئی، آپ کے اندر حوصلہ کی آگ ہونی چاہیے، کچھ کر گزرنے کا جنون ہونا چاہیے، یہ جنون آپ کو کامیابی تک پہونچا کر دم لے گا، ہو سکتا ہے اس میں کئی ماہ وسال لگ جائیں، ذہن میں یہ بات بھی رکھنی چاہیے کہ خواہشوں کی تکمیل فوراً ہو جائے ضروری نہیں، جلد خواہشات پورے کرنے کی لگن بھی کبھی ناکامی اور ہزیمت کا سبب بن جاتی ہے، ایک پودے کو تناور درخت بننے اور بیج سے انکوڑے نکلنے کے لیے جو وقت درکار ہے اس کو کسی اور طریقے سے آپ بدل نہیں سکتے، پرائمری سے ایم اے تک پہونچنے کے لیے آپ کی خواہش کے ساتھ ماہ وسال کو بھی دخل ہے، اس کو آپ روپے وغیرہ سے پارٹ نہیں سکتے، بہت سارے کام میں مال ودولت سے زیادہ وقت کی اہمیت ہوتی ہے۔

اپنا ہدف مقرر کرتے وقت اپنی پسند کا بھی خیال رکھیں، صرف گارجین کے کہنے سے کوئی ہدف مقرر نہ کریں، آپ اپنی دلچسپی اس کا پورا پورا خیال رکھیں، دوسروں کے مشورے اور گارجین کی رائے اگر آپ کی پسند اور دلچسپی کے خلاف ہے تو کامیابی میں رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے۔ جب آپ اپنی پسند اور دلچسپی سے کسی کام یا مطالعہ کے لیے کسی موضوع کا انتخاب کریں گے تو آپ پُر جوش ہوں گے اور آپ کا پُر جوش ہونا ہدف تک پہونچنے میں معاون ہوگا، نپولین بونا پارٹ کا قول ہے کہ ناممکن کچھ نہیں ہے، ہر کام ممکن ہے، ایسا ہو سکتا ہے کامیابی تک پہونچتے پہونچتے بہت سارے خدوخال بدل چکے ہوں۔

آپ جو کچھ کر رہے ہیں، یا کرنا چاہتے ہیں، اس سے تمام لوگ متفق ہوں، عملی زندگی میں ایسا نہیں ہوتا، آپ سے جو بغض وعداوت رکھتا ہے یا آپ کے بارے میں اس کے دل میں نفرت بھری ہوئی ہے وہ آپ کی مخالفت کرے گا، یہ آپ کا کمال ہے کہ منطقی اور مثبت انداز میں آپ اپنی بات منوانے میں کامیاب ہو جائیں، مزاج کی نرمی، دوستانہ روابط کے ذریعہ ایسا ہو سکتا ہے، ایسے موقع سے غصہ بھی بہت آتا ہے، اس پر قابو پانا انتہائی ضروری ہے کیوں کہ لوہا جتنا گرم ہو جائے ہتھوڑا کو ٹھنڈا ہی رہنا چاہیے، ورنہ لوہے کی طرح اس کے گلنے کا عمل شروع ہو جائے گا اور وہ اپنا وجود ہی کھو بیٹھے گا۔

کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ سامنے والے نے آپ کی عزت نفس کا خیال نہیں رکھا، ایسے میں آپ کی قوت برداشت اس قدر ہونی چاہیے کہ آپ اسے جھیل سکیں، یہ بات بھی یاد رکھیے کہ عزت واحترام کسی کے دینے سے نہیں ملتی، اللہ جسے چاہتا ہے، عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے، اسباب کے درجہ میں غور کریں تو آپ کی قابلیت، صلاحیت، کام کرنے کی لگن، کچھ کر گزرنے کے جذبے سے عزت ملا کرتی ہے، جس نے آپ کو بُرا بھلا کہا اس نے اپنی ذہنیت آپ کے سامنے رکھ دی، اس سے آپ کا کچھ نہیں بگڑا، آپ نے برداشت کیا، اس سے لوگوں پر آپ کے جوہر کھلے۔

ہدف کو پانے اور مقاصد کے حصول میں سستی اور کاہلی بڑی رکاوٹ ہے، نیند جسم کی کارکردگی کو بڑھاتا ہے، لیکن بڑا وقت سو کر گزار دینا آپ کے کام کرنے کی صلاحیت اور وقت دونوں کو برباد کرتا ہے، آپ کا جو خواب ہے اسے پورا کرنے کے لیے آپ کا جاگنا انتہائی ضروری ہے، اے پی جے عبد الکلام نے کہا تھا کہ خواب وہ نہیں ہیں، جو آپ سوئے میں دیکھتے ہیں، خواب وہ ہیں جن کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے آپ راتوں کو جاگ کر گذارتے ہیں۔

ہدف کو پانے کے لیے یک سو ہو کر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، یک سوئی کو نقصان پہونچانے میں تناؤ اور ٹینشن کا اہم رول ہوتا ہے، اس لیے تناؤ سے ہر حال میں بچنا ضروری ہے، کیوں کہ وہ دماغ کے اس حصہ کو متاثر کرتا ہے جسے ہم ’’ورکنگ میموری‘‘ کہا کرتے ہیں، ورکنگ میموری کی حیثیت سادے بورڈ کی ہوتی ہے، جب یہ تناؤ، فکر مندی، جذبات اور اس سے متعلق تصویروں سے بھر جاتا ہے تو دماغ کام کرنا بند کر دیتا ہے، آپ نے بارہا لوگوں کو کہتے سنا ہوگا کہ ’’میرا دماغ کام نہیں کر رہا ہے‘‘ تناؤ کی وجہ سے ہمارا ذہن سوچنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے، مزاج میں چڑچڑاپن جھنجھلاہٹ اور بلاوجہ غصہ آنے لگتا ہے۔ ایسے میں آپ کا یکسو ہونا انتہائی ضروری ہوگا، یکسوئی سے آپ کے اندر صوفیاء کی اصطلاح میں ’’خلوت در انجمن‘‘ کی کیفیت پیدا ہوگی اور مجمع میں بیٹھ کر بھی آپ اپنے ہدف، منصوبے اور منزل تک پہونچنے کے اسباب وعلل پر غور کر سکتے ہیں، اس کے لیے صوفیاء کے یہاں مختلف قسم کے مراقبے اور سائنسدانوں کے یہاں کسرت اور ریاضت کے آسان طریقے بتائے گئے ہیں، اس کے کرنے سے انسان تناؤ سے پاک زندگی گزارنے پر قادر ہو جاتا ہے اور اسے خیالات مجتمع کرنے کا ہنر آجاتا ہے۔

خوش رہنا بھی آپ کی ذہنی صلاحیت کو بڑھاتا ہے، یقیناً زندگی میں اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں، پریشانیاں دکھ اور مصیبتیں زندگی کے ساتھ لگی ہوتی ہیں، لیکن جب آپ راضی برضاء الٰہی رہتے ہیں تو خوش رہنا آپ کے لیے مشکل نہیں ہوتا، بے اطمینانی، بے چینی اور پریشانی سے ہم اسی وقت متاثر ہوتے ہیں، جب مرضی الٰہی اور مشیت خداوندی پر آپ کا اعتماد کمزور ہوتا ہے۔

عام طور پر ایک منزل پر پہونچ کر آدمی مطمئن ہو جاتا ہے کہ ہم نے ہدف کو پالیا، یہ اطمینان انسان کو آگے بڑھنے سے روکتا ہے، ایک ہدف کے بعد دوسرا طے کیجئے اور مسلسل آگے بڑھتے رہیے، ہدف تک پہونچنے سے قبل آپ کی زندگی مکمل ہو گئی تو بھی اس کا فائدہ آنے والی نسل کو یقیناً پہونچے گا اور آپ جہاں پر کام چھوڑ کر گیے ہیں، آنے والے کو اس کے آگے کرنا ہوگا، یہ خود اپنے میں بڑی بات ہے۔

دنیا امید پر قائم ہے، اس لیے ہمیشہ پُر امید رہیے، ہماری زندگی برف کی سل کی طرح پگھلتی رہتی ہے، لیکن اللہ رب العزت نے ہمارے ذہن ودماغ کو امید سے بھر دیا ہے، یہ امید ہمیں جینے کا حوصلہ دیتی ہے، امید ختم ہو جائے تو زندگی گزارنا دوبھر ہو جاتا ہے، اس لیے خود کو برتنے میں امید کی بڑی اہمیت ہے۔ پر سکون، کامیاب، پر امید زندگی گذاریے اور اپنی صلاحیتوں کو استعمال کیجئے، منزل، ہدف اور نشانے آپ کے قدم چومیں گے، اور آپ کامیابی سے ہم کنار ہوں گے۔

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

شیطانی وسوسے

”آپ کہہ دیجئے: میں انسانوں کے رب، انسانوں کے بادشاہ، انسانوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں، وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے اور نظر نہ آنے والے شیطانوں کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے، خواہ وہ جنوں میں سے ہو، یا انسانوں میں سے“ (سورہ ناس)

وضاحت: قرآن مجید کی سب سے پہلی سورہ، سورہ فاتحہ ہے اور سب سے آخری سورہ، سورۃ الناس ہے، سورہ فاتحہ میں بندہ اپنے پروردگار سے استعانت ومدد اور رشد وہدایت کی توفیق مانگتا ہے، تو اللہ فرماتے ہیں ”ذالک الکتاب“ قرآن کریم کی تلاوت کرو اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالو اور یقین مانو اس سے تم کو ہدایت کی نعمت حاصل ہوگی، جب بندہ قرآن مجید کی تلاوت کو مکمل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخر میں فرماتے ہیں کہ عمل صالح اور کار خیر میں مضبوط قدموں کے ساتھ آگے بڑھتے رہو اور شیطانی وساوس سے اپنے کو بچائے رکھو اس لئے اس سورہ میں اللہ نے اپنے مومن بندوں کو شیطانی وساوس سے پناہ مانگنے کی تاکید فرمائی، کیونکہ ہر لمحہ شیطان انسانوں کو برائی پر ابھارتا رہتا ہے اور شر کو ایسا خوشنما بنا کر پیش کرتا ہے کہ بندہ اس کے دھوکہ میں آجاتا ہے اور گناہ کر بیٹھتا ہے، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ ہر انسان کے دل میں دو گھر ہیں، ایک میں فرشتہ رہتا ہے اور دوسرے گھر میں شیطان، فرشتہ لوگوں کو نیکی کی رغبت دلاتا رہتا ہے اور شیطان برے کاموں پر آمادہ کرتا ہے، جب انسان ذکر وتلاوت، تسبیح وتہلیل میں مشغول رہتا ہے تو پھر شیطان بھاگ جاتا ہے، یا پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب دل ذکر اللہ سے خالی ہو جاتا ہے تو پھر شیطان برائیوں کے لئے وسوسہ ڈالتا ہے، علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان لگا ہوا ہے جو ہر قدم پر اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ انسان کو تباہ وبرباد کر دے، اول تو اس کو گناہوں کی رغبت دیتا ہے اور طرح طرح سے اس کو بہلا کر گناہوں کی طرف لے جاتا ہے، اگر اس میں کامیاب نہ ہوا تو انسان جو طاعت وعبادت کرتا ہے، اس کو خراب اور ضائع کرنے کے لئے ریا ونمود اور غرور وتکبر کے وسوسے دل میں ڈالتا ہے، علم والوں کے دلوں میں عقائد کے متعلق شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس کے شر سے وہی بچ سکتا ہے، جس کو اللہ ہی بچائے (معارف القرآن، ج:۸) اسی لئے ایک روایت میں آیا ہے کہ شیطان غفلت کی حالت میں انسان کے اندر وسوسہ پیدا کرتا ہے، اگر انسان اللہ کو یاد کر لیتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے، یہ وسوسہ پیدا کرنے والے جنات تو ہوتے ہی ہیں، انسان بھی ہوتے ہیں، جن کو شیطان آلہ کار بناتا ہے، اس سلسلہ میں ایک بات اور نگاہ میں رہنی چاہئے کہ انسان کے دل میں وسوسہ اندازی صرف شیاطین جن وانس ہی نہیں کرتے، بلکہ اندر سے خود انسان کا نفس بھی کرتا ہے، اس کے اپنے غلط نظریات، اس کی عقل کو گمراہ کر دیتے ہیں، اس کی اپنی جائز اغراض وخواہشات اس کی قوت وتمیز، قوت ارادی اور قوت فیصلہ کو ہموار کرتی ہے اور باہر کے شیطان ہی نہیں، انسان کے اندر اس کے اپنے نفس کا شیطان بھی اس کو بہکاتا ہے۔

چنانچہ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے آسان تفسیر میں لکھا کہ آج کل علم کے نام پر جو گمراہیاں پھیلائی جارہی ہیں، سود کو معاشی نظام کے استحکام کے لئے لازم قرار دینا، قمار کو عالمی سطح پر رواج دینا، شریعت کے احکام کو ازکار رفتہ بنانا وغیرہ یہ سب انسانی وساوس کی قسمیں ہیں، جن کا فتنہ آج پوری دنیا میں پھیلایا جارہا ہے، اس لئے صاحب امت کو ان فتنوں سے بھی اپنے دامن کو بچا کر رکھنا ہے، کیونکہ یہ سب انسانی حربے ہیں جو مسلمانوں پر آزمائے جارہے ہیں۔

مال اور عمر میں برکت

”حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نیکیاں بری موت سے بچاتی ہیں اور پوشیدہ صدقہ غضب الٰہی کو ٹھنڈا کرتا ہے اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک عمر کو بڑھاتا ہے“ (طبرانی)

مطلب: محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کار خیر کرنے والوں کو بڑی بشارت سنائی ہے، پہلا وہ شخص جو اللہ کی رضا وخوشنودی کی خاطر خیر وبھلائی کے کاموں میں لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قدم قدم پر غیبی نصرت فرماتے ہیں، وہ ہر وقت اللہ کے حفظ وامان میں رہتا ہے اللہ اسے بری موت سے نجات دیتے ہیں اور جب اس کو اپنے پاس بلاتے ہیں تو طبعی وفطری موت دیتے ہیں، دوسرا وہ شخص جو رازدارانہ طریقے سے صدقہ وخیرات کرتے ہیں تو دنیا میں اللہ اس کو ہر طرح کی آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھتے ہیں اور آخرت میں نرمی وشفقت کا معاملہ فرماتے ہیں اور تیسرا وہ شخص جو اپنے رشتہ داروں اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے اللہ اس کی عمر میں برکت عطا فرماتے ہیں، کیونکہ رشتہ داروں کو دینے میں صدقہ کے ثواب کے علاوہ صلہ رحمی اور حسن سلوک کا اجر ملتا ہے، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ کسی اجنبی محتاج شخص کو صدقہ دینا تو ایک ہی صدقہ ہے، لیکن کسی رشتہ دار کو دینا دو صدقے ہیں، ایک تو جیسا کہ ظاہر ہے صدقہ دوسرے رشتہ داروں کے حسن سلوک، رشتہ داروں میں کچھ تو وہ ہیں جن کو صدقات واجبہ نہیں دیئے جاسکتے، ایسے رشتہ داروں کا جہاں تک ہوسکے اپنے دوسرے مال میں خیال رکھنا چاہئے، اس سلسلہ میں ہم لوگوں سے بڑی کوتاہی ہوتی ہے، ہمارے خاندان میں بہت سے ایسے محتاج وپریشان حال ہیں جو نان شبینہ کے لئے ترستے رہتے ہیں اور دوسرے کے سامنے دست سوال کرتے پھرتے ہیں اور ہم اپنے بال بچوں میں عیش وعشرت کی زندگی گذارتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے رشتہ داروں کی حاجت روائی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے مال وعمر میں برکت عطا فرمائیں گے اور اس کو ہر طرح کی ترقیات سے نوازیں گے، اس لئے ہر صاحب حیثیت مسلمان کو اپنے محتاج قرابت داروں کی مالی مدد کرنا چاہئے تاکہ اس سے آپس میں انس ومحبت پیدا ہو اور آپسی تعلقات میں خوشگواری آئے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

شوقیہ پرندے پالنا

س: بہت سے لوگ گھروں میں طوطا، کبوتر اور دوسرے پرندے شوقیہ پالتے ہیں، شرعاً کیا حکم ہے؟

ج: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی ابوعمیر چھوٹے تھے، انہوں نے ایک پرندہ پال رکھا تھا جس سے وہ کھیلا کرتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوعمیر سے پرندہ کے بارے میں دریافت فرماتے لیکن اس کو پالنے سے کبھی منع نہیں فرماتے: حدثنا ابو التیاح قال سمعت انس بن مالک رضی اللہ عنہ یقول ان کان النبی صلی اللہ عنہ وسلم یخالطنا حتی یقول لاخ لی صغیر یا ابا عمیر ما فعل النغیر“ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الانبساط الی الناس: ۲/۹۰۵)

معلوم ہوا کہ پرندہ کو پالنا، پنجرے وغیرہ میں بند کر کے رکھنا شرعاً جائز ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ بہتر سلوک کیا جائے، اس کی صفائی اور صحت کا خیال رکھا جائے اس کی خوراک کا انتظام کیا جائے:”ان فی الحدیث دلالة علی جواز امساک الطیر فی القفص ونحوه ویجب علی من حبس حیوانا من الحیوانات أن یحسن الیه ویطعمه مایحتاجه“ (فتح الباری لابن حجر عسقلانی: ۴/۵۸۴، دار المعرفة، بیروت) البتہ یہ قید وبند چونکہ اس کی فطری آزادی کے خلاف ہے اس لئے بہتر نہیں ہے۔

پالتو کبوتر کے ساتھ کوئی دوسرا کبوتر آجائے

س: بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ پالتو کبوتر کے ساتھ کوئی دوسرا کبوتر اڑ کر آجاتا ہے، یہ دوسرا کبوتر کبھی تو جنگلی ہوتا ہے اور کبھی کسی کا پالا ہوا ہوتا ہے، اب ایسے کبوتر کو پکڑ کر کھانا یا فروخت کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

ج: جنگلی کبوتر کا حکم یہ ہے کہ جو پکڑ لے وہی اس کا مالک ہوتا ہے، جبکہ پالتو کبوتر کا مالک وہ ہوتا ہے جس نے اس کو پال رکھا ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں آپ کے کبوتر کے ساتھ جنگلی کبوتر آگیا ہے تو آپ کیلئے اس کا کھانا یا فروخت کرنا شرعاً جائز ہے، لیکن اگر کسی کا پالتو کبوتر آگیا ہے تو اس کو پکڑنا، کھانا یا فروخت کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ یہ لقطہ ہے اور لقطہ کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کا مالک آجائے تو اس کے حوالہ کرنا ضروری ہے:”(محضة) ای برج (حمام اختلط بها أهلی لغیره لاینبغی له أن یأخذه وان أخذه طلب صاحبه لیرده علیه) لانه کاللقطة“ (الدر المختار) قوله (اختلط بها أهلی لغیره) المراد بالأهلی ماکان مملوکا قوله: لاینبغی له أن یأخذه لانه ربما یطیر فیذهب الی محله الاصلی“ (رد المحتار: ۶/۴۴۴)

گولی سے شکار کا حکم

س: بندوق سے جب شکار کیا جاتا ہے تو اکثر گولی لگنے کے بعد شکار زندہ رہتا ہے جسے ذبح کر لیا جاتا ہے لیکن بعض دفعہ گولی لگنے کے بعد شکار کی موت ہو جاتی ہے، سوال یہ ہے کہ اگر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر گولی چلائی جائے اور اس گولی سے شکار زخمی ہو کر مر جائے تو اس کا کھانا درست ہوگا یا نہیں؟

ج: بندوق سے شکار کی صورت میں اگر شکار گولی لگ کر مر جائے تو اس کا کھانا درست نہیں ہے خواہ بندوق کی گولی نوکدار ہو یا نوکدار نہ ہو، کیونکہ ایسی صورت میں شکار کی موت گولی کی چوٹ سے ہوئی ہے، جس کو موقوذہ کہتے ہیں اور موقوذہ کا کھانا بنص قطعی حرام ہے:”حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ الخ“ (سورة المائدة: ۵)

صحیح بخاری میں امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے فرمایا کہ بندوق سے مارا ہوا شکار موقوذہ کے حکم میں ہے:”باب صید المعراض وقال ابن عمر رضی اللہ عنهما فی المقتولة بالبندقة تلک الموقوذة، عن الشعبی قال سمعت عدی بن حاتم قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المعراض فقال اذا اصبت بحده فکل واذا اصاب بعرضه فقتل فانه وقیذ فلا تأکل“ (صحیح البخاری: ۲/۸۲۳، کتاب الذبائح والصید) ”ولا یخفی ان الجرح بالرصاص انما هو بالاحراق والثقل بواسطة اندفاعه العنیف اذ لیس له حد فلایحل وبه افتی ابن نجیم“ (البحر الرائق: ۱۰/۶۰، کتاب الصید)

جھینگا مچھلی

س: جھینگا مچھلی کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

ج: اکثر علماء نے جھینگا کو مچھلی کی قسم قرار دیا ہے اور مچھلی کھانا چونکہ جائز ہے اس لئے جھینگا کھانا بھی جائز ہوگا، البتہ بعض حضرات نے اس کو مچھلی میں شامل نہیں کیا ہے، اس لئے احتیاطاً اگر کوئی نہ کھائے تو گنجائش ہے:

”الروبیان: هو سمک صغیر جدا احمر“ (حیاة الحیوان: ۱/۴۷۳)

”الدود الذی یقال له ”جهینگا“ حرام عند بعض العلماء لانه لایشبه السمک فانما یباح عندنا من صید البحر انواع السمک وهذا لایکون کذالک وقال بعضهم حلال لانه یسمی باسم السمک“ (مجموعة الفتاوی، کتاب الاکل والشرب: ۲/۲۹۷، کراچی)

سوکھی مچھلی کھانا

س: مچھلیوں کو دھوپ میں سوکھا کر کھانا کیسا ہے؟

ج: اگر مچھلیوں کو اس کی گندگی نکالنے کے بعد سکھایا گیا ہے تو اس کا کھانا بالاتفاق جائز ہے اور اگر گندگی نکالے بغیر سکھایا گیا ہے تو اس سلسلہ میں اختلاف ہے، بعض حضرات کے نزدیک مکروہ ہے بعض کے نزدیک مکروہ نہیں ہے، اختلاف سے بچنے کے لئے احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ ایسی سوکھی ہوئی مچھلی نہ کھائی جائے (فتاوی محمودیہ: ۱۸/۲۰۹)۔فقط واللہ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف

جلدنمبر 61/71 شمارہ نمبر 45 مورخہ ۹؍ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۵؍نومبر ۲۰۲۱ء روز سوموار

عالمی حدت وحرارت کا مسئلہ

پوری دنیا میں اس وقت جو ماحولیاتی تبدیلی ہورہی ہے، اس کی وجہ سے انسانی زندگی ہی نہیں درختوں اور جانوروں کے وجود کو بھی شدید قسم کے خطرات لاحق ہیں، اس خطرے کی سنگینی کو پوری دنیا محسوس کررہی ہے، اقوام متحدہ نے اسکاٹ لینڈ کے شہر گلاسگو میں برطانیہ کی میزبانی میں گذشتہ دنوں عالمی ماحولیاتی کانفرنس (COP26) کا انعقاد کیا تھا، جو یکم نومبر سے ۱۲؍نومبر ۲۰۲۱ء تک جاری رہا اور جس میں ایک سوتیس (۱۳۰) ملکوں کے قائدین سفراء، صحافی اور دانشوران نے شرکت کی اور اس کی سنگینی پر تبادلہ خیال کیا، گواس اہم کانفرنس میں کئی بڑے ممالک چین، روس، جنوبی افریقہ، ایران، میکسیکو، برازیل، ترکی اور ویٹکن سیٹی کے سربراہان نے شرکت نہیں کی اور مختلف عذر کے سہارے اپنے کو اس اہم ترین کانفرنس سے الگ رکھا۔

پوری دنیا میں حدت اور تپش تیزی سے بڑھ رہی ہے، انٹر گورنمنٹل پینل آف کلائمنٹ چینج (IPCC) نے بنی انسان کو اس کے لئے ذمہ دار قرار دیا ہے، اس حدت کے سبب سمندر میں گرم لہریں اٹھ رہی ہیں، جنگل میں آگ لگ رہی ہے، سیلاب کے خطرات بڑھ رہے ہیں، آتش فشاں پھٹنے کے واقعات میں اضافہ ہورہا ہے، اس ماحولیاتی تبدیلی کے نتیجے میں پودوں اور جانوروں کی دس لاکھ نسلوں کے ختم ہوجانے کا خدشہ ہے، جانوروں کے تحفظ کے لیے حکومتی سطح پر کی جانے والی کوشش کے باوجود ۲۰۱۶ء تک دودھ پلانے والے جانور کی ۶۱۹۰ رنسلوں میں سے ۵۵۹ رنسلیں ناپید ہوچکی ہیں، اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق ہر سال کم وبیش اسی لاکھ ٹن کچڑا سمندر میں پھینکا جارہا ہے، جس سے آٹھ سو سے زیادہ سمندری جانور کی نسلیں تباہ ہونے کے دہانے پر ہیں، ایک سروے کے مطابق ۱۹۸۰ء کے بعد پلاسٹک کے ذریعہ پھیلنے والی آلودگی میں دس گنا اضافہ ہوا ہے، جن کی وجہ سے ۲۶۷ ر پانی میں بودوباش رکھنے والے جانوروں کی نسل، مثلا کچھوا، سمندری پرندے اور ۴۳؍فی صد بحری جانور کے ضیاع کا اندیشہ ظاہر کیا جارہا ہے۔ چالیس فی صد سمندر آلودہ ہو گیا ہے، مچھلیوں کی تعداد گھٹ رہی ہے، اور اس تبدیلی کی وجہ سے تین ارب سے زیادہ لوگ اس پروٹین سے محروم ہو رہے ہیں جو سمندر سے انسانوں کو ملا کرتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ دنیا بھر میں زیرزمین جو آبی ذخائر ہیں، ان میں سینتیس (۳۷) اہم ہیں، ان میں سے تیرہ تیزی کے ساتھ خالی ہورہے ہیں، بظاہر ان کے پھر سے بھرنے کی کوئی امید نہیں ہے، ۲۵ ر کروڑ پچاس لاکھ افراد کو ہر سال خشکی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جب سے دیگر ترقیاتی کاموں کے ساتھ غذائی اجناس کی پیداوار پر غیر معمولی اثر پڑتا ہے، اندازہ ہے کہ ۲۰۳۰ء تک دنیا کی درجۂ حرارت میں ۵ء ۱ ر ڈگری سنٹی گریڈ کا اضافہ ہوگا، جس سے دنیا شدید آفات اور موسمی بحران میں مبتلا ہوگی۔ یہ صرف خدشہ نہیں، بلکہ اب تک وقوع پذیر واقعات سے اس کی تائید ہوتی ہے، ۲۰۱۹ء میں آسٹریلیا کے جنگل میں آگ لگی تھی، جس کی وجہ سے ترسٹھ لاکھ ہیکٹر سبزہ زار، تیرہ سو گھر اور ستائیس انسانی جانیں ضائع ہوئی تھیں، ایک بلین جانوروں کی بھی موت اس آتش زنی میں ہوئی تھی، امریکہ کا شہر کیلوفورنیا، ترکی کے دکھنی اور اٹلی کے اتری حصے بھی اس سے متاثر ہوئے، جہاں درجۂ حرارت ۸ء۴۸ ر ڈگری سیلسیس پہونچ گیا، یونان، الجیریا اور یروشلم تک کے علاقے اس کی زد میں آئے، پڑوسی ملک مالدیپ سمندری سطح سے صرف آٹھ فٹ اوپر ہے، اس کے یہاں یہ مسئلہ اس قدر پریشان کن ہے کہ ۲۰۰۹ء میں مالدیپ کے صدر محمد نشید نے کابینہ کی میٹنگ زیر آب کی تھی، تاکہ حدت کے اس خطرناک مسئلہ کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول ہوسکے۔

عالمی سطح سے ہٹ کر اپنے ملک ہندوستان کا رخ کریں اور یہاں کی صورت حال کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ہندوستان میں ۲۰۱۸ء میں ۲۰۸۱ لوگ قدرتی آفات کی وجہ سے موت کے منہ میں جا سوئے تھے اور ۳۷۸۰۷ ملین ڈالر کا نقصان ہوا تھا، جو ہمارے ملک کی شرح آمدنی کا ۳۶ء۰ ر فی صد ہے۔ آئی پی سی سی کی رپورٹ کے مطابق اگر سمندر کی سطح پچاس سنٹی میٹر بھی بڑھ جاتی ہے تو ہندوستان کے چھ وہ شہر جس میں بندرگاہ ہے یعنی چنئی، کوچی، کولکاتا، ممبئی، سورت اور وشاکھا پٹنم کے ۸۶-۲ ر کروڑ لوگوں کو سیلاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

یہ خطرات صنعتی انقلاب کی مرہون منت ہیں، کارخانوں سے فضا میں کاربن ڈائی اکسائڈ اور میتھن گیس جیسی زہریلی چیزیں فضا میں پھیلنے لگیں، ۱۹۹۴ء تک دنیا اس ترقی کے مزے لیتی رہی، ۱۹۹۵ء میں پہلی کوپ کانفرنس مونٹریال جرمنی میں منعقد ہوئی تب تک بہت دیر ہوچکی تھی، ۱۹۹۷ء میں کیوٹو پروٹوکول کا مسودہ تیار ہوا اور ۲۰۱۵ء میں دو سو سے زائد قائدین نے پیرس معاہدہ کرکے اس پر لگام لگانے کی کوشش کی لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

لیکن مرض بڑھنے کے خوف سے دوا، احتیاط اور تدبیریں چھوڑی نہیں جاسکتیں، اسی لیے گلاسکو عالمی ماحولیات کانفرنس میں سو سے زائد ممالک نے جنگلات کی کٹائی پر روک لگانے اور ۲۰۲۰ء تک میتھن گیس کے اخراج کو تیس (۳۰) فیصد تک کم کرنے پر اتفاق کرلیا ہے، کوئلہ کے استعمال پر چالیس ممالک نے کمی کرنے کا وعدہ کیا، لطیفہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ کوئلہ استعمال کرنے والے ممالک آسٹریلیا، ہندوستان، چین اور امریکہ نے اس معاہدہ پر دستخط نہیں کیا ہے، یہ پانچ وہ ممالک ہیں جہاں کوئلے کی کھپت زیادہ ہوتی ہے اور کاربن سب سے زیادہ کوئلہ کے جلانے سے ہی پیدا ہوتا ہے، کوئلہ کے استعمال کے بغیر ہمارے پاور پلانٹ کام ہی نہیں کرسکتے، اس لیے ہندوستان کا شمار گرین ہاؤس گیس خارج کرنے والے ممالک میں تیسرے نمبر ہے، اس نے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ ہم ۲۰۷۰ء تک کاربن کے اخراج کو صفر تک لانے کی کوشش کریں گے۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ کانفرنس میں شامل ۴۵۰ ر ادارے نے ماحولیاتی حدت وحرارت میں کمی لانے کے ۱۳۰ ر ڈالر ٹریلین کا فنڈ دیں گے۔

وعدے ہوتے ہی رہتے ہیں، ۲۰۱۴ء میں بھی اس قسم کا وعدہ اور معاہدہ ہوا تھا، لیکن اس کے نفاذ کی عملی شکل سات سال گذرنے کے بعد بھی نہیں بن سکی، اندیشہ ہے کہ اس کانفرنس کی تجاویز بھی کہیں فائلوں میں دب کر نہ رہ جائے۔ جو فنڈ مختص کیا گیا ہے اس کے بندربانٹ میں بھی پریشانیاں آسکتی ہیں، ایسے میں اس کانفرنس کے نتائج پر کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ اگر ہم نے اس طرف توجہ نہیں دی تو روئے زمین پر بنی نوع انسان کے ساتھ دوسرے چرند وپرند کی زندگی بھی آسان نہیں رہے گی۔

قابل ذکر ہے کہ اس معاملہ میں ہندوستان کی پالیسی بدلی ہے اور اسے بھی حالات کی سنگینی کا احساس ہوگیا ہے اور اب وہ اس کے لیے تیار ہوگیا ہے کہ وہ ان حالات کو بدلنے میں اپنی بھرپور حصہ داری نبھائے اور ماحولیاتی توازن کی برقراری کے لیے کام کرے گا، ہمیں اس تبدیل شدہ موقف کی ستائش کرنی چاہیے۔

مرنے کی جلدی

بہت سارے لوگ جلد مرنا چاہتے، یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو یا تو زندگی کے معاملات ومسائل سے نبرد آزما ہونے سے گھبرا کر بعجلت تمام مرنے کے لیے خودکشی کرلیتے ہیں، وہ جو مہلک بیماری کے شکار ہوتے ہیں، اور اپنی زندگی سے مایوس ہوکر موت کی تمنا ہی نہیں کرتے، عدالت میں جلد از جلد اپنی مرضی اور پسند کی موت کے لیے عرضیاں داخل کرتے ہیں، دونوں کا سبب ایک ہی ہوتا ہے، مایوسی اور ڈپریشن۔

پوری دنیا میں گیارہ ایسے ممالک ہیں، جہاں زندگی سے مایوس لاعلاج مریضوں کو جلد اپنی پسند کے مطابق موت کے منہ میں چلے جانے کی اجازت ہے، یہ ممالک ہیں نیوزی لینڈ، سوئزرلینڈ، نیدرلینڈ، اسپین، بلجیم، لکزم برگ، کناڈا، کولمبیا، آسٹریلیا، فرانس اور امریکہ، ان میں سے بیش تر ممالک میں لاعلاج مرض سے پریشان مریضوں کو اپنی پسند سے موت کا وقت مقرر کرنے اور پسندیدہ طریقے سے موت کو گلے لگانے کی اجازت ہے، البتہ مختلف ملکوں میں اس کے لیے الگ الگ شرائط اور ضابطے مقرر ہیں، نیوزی لینڈ میں اس کے لیے کم از کم دو ڈاکٹروں کی تصدیق ضروری ہے کہ جو موت چاہتا ہے وہ واقعی اس حالت کو پہونچ گیا ہے کہ اسے مرجانا چاہیے، نیوزی لینڈ میں اس قانون کو پاس کرنے سے پہلے ملکی پیمانے پر عوام سے رائے مانگی گئی تھی جس میں پینسٹھ (۶۵) فی صد سے زائد لوگوں نے اس کے حق میں ووٹ دیا تھا، اس کے بعد ہر سال نو سو پچاس لوگوں کو اس قانون کے تحت مرنے میں جلدی کرنے کی خواہش کی عرضی وصول کرنے کا نظام بنادیا گیا، اور یہ بھی طے کردیا گیا ہے کہ ہر سال تین سو پچاس (۳۵۰) لوگوں کو ہی اس قانون سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل سکے گا۔

اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ جان انسان کی ملکیت نہیں ہے، یہ اللہ کی طرف سے ہمارے پاس امانت ہے، ہمارے اعضاء وجوارح بھی ہمارے نہیں ہیں، اس لیے اس کو خودکشی، مہلک دواؤں کے استعمال یا قتل بہ جذبۂ رحم کے تحت ختم نہیں کیا جاسکتا اسے زندگی کے اس مرحلہ تک باقی رکھنا ہے جب تک اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت نہ آجائے، اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرض کوئی لاعلاج نہیں ہوتا، "لکل داء دواء" ہر مرض کی دوا ہے، ہماری عقل وہاں تک نہیں پہونچ پارہی ہے، یہ ایک الگ سی بات ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض کو اجروثواب کے حصول کے ساتھ مغفرت کا سبب اور ترقی درجات کا ذریعہ بتایا، تاکہ اس شوق میں مریض زندگی سے مایوس نہ ہو اور وہ مرض کو بھی نعمت سمجھے اور اللہ کے دربار میں کہتا رہے کہ اے اللہ! ہم اس نعمت کے متحمل نہیں ہیں۔ اس لیے آزمائش اور ابتلاء سے اللہ کی پناہ چاہتے رہنا چاہیے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ہدایت دی کہ تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے، اس لیے کہ طویل عمر میں عبادتوں کے ثواب کے اضافے اور بڑھنے کے امکانات زیادہ ہیں، اس کے علاوہ اگر وہ گناہگار ہے تو کسی مرحلہ میں توبہ کی توفیق سے بھی اس کی آخرت سنور سکتی ہے۔

مختلف ممالک جس طرح جلد اپنی پسند سے مرنے کے قانون کو منظور کرتے جارہے ہیں، اس سے سماج میں انسانی زندگی کی بے وقعتی کا پیغام لوگوں میں جارہا ہے، اس کے علاوہ ضعفاء اور معذور لوگوں کی دیکھ ریکھ کا مزاج بھی کمے گا، ابھی تک تو لوگ یہی کہتے ہیں کہ بوڑھا مر بھی نہیں رہا ہے، اس قانون کے نفاذ سے جلد ماردینے کی کوشش بھی شروع ہوگی اور جو سماج اپنے والدین اور بوڑھے رشتہ داروں کو "اولڈ ایج ہوم" پہونچادیتے ہیں، انہیں جلد مورث کی موت ہوجانے کی عرضی لگاتے ہوئے کتنی دیر لگے گی، اللہ کرے کہ ہندوستان میں یہ قانون کبھی پاس نہ ہو، حالاں کہ کئی مریضوں کی طرف سے اس قسم کی درخواست عدالت میں یہاں بھی زیر غور ہے۔

بھوک سے بلبلاتے بچے

مستقبل کی امید ہمارے بچوں کو ہندوستان میں بُری طرح غذائی قلت کا سامنا ہے، سرکاری اعداد وشمار کے مطابق کم از کم تینتیس (۳۳) لاکھ تیئس ہزار تین سو اکیس بچوں کو اس حوالہ سے پریشانی کا سامنا ہے، یہ خلاصہ خواتین اطفال سے متعلق ترقیاتی وزارت کی ایک رپورٹ سے سامنے آیا ہے، جو اس نے حق اطلاعات قانون کے تحت فراہم کرائی ہے، اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ مہاراشٹر میں ۱۶-۶ لاکھ، بہار میں ۷۵-۴ ر لاکھ، گجرات میں ۲۰-۳ ر لاکھ، آندھرا پردیش میں ۶۷-۲ ر لاکھ، کرناٹک میں ۴۹-۲ ر لاکھ، اتر پردیش میں ۸۶-۱ ر لاکھ، آسام میں ۷۶-۱ ر لاکھ، دہلی یں ۱۷-۱ ر لاکھ بچے اس مصیبت کو جھیل رہے ہیں، رپورٹ میں غذائی قلت کے شکار بچوں کو دو حصوں میں بانٹا گیا ہے، ایک حصہ شدید غذائی قلت (MAM) کے شکار بچوں کا ہے، جن کی تعداد رپورٹ کے مطابق ۷۶-۱۷ ر لاکھ ہے، دوسرا حصہ کم غذائی قلت (SAM) کا ہے، یہ معاملہ اس لیے بھی تشویشناک ہے کہ نومبر ۲۰۲۰ء اور ۱۴؍اکتوبر ۲۰۲۱ء کے درمیان شدید غذائی قلت (SAM) کی تعداد میں اکانوے فی صد کا اضافہ درج کیا گیا ہے، اب ان بچوں کی تعداد ۹۲۷۶۰۶ یعنی نو لاکھ ستائیس ہزار سے بڑھ کر سترہ لاکھ چھہتر ہزار (۷۶-۱۷) ہوگئی ہے، یہ ایک سماجی مسئلہ ہے، حکومت کے ساتھ عوام کو بھی اس صورت حال کو بدلنے کے لئے آگے آنا چاہیے۔ کیوں کہ بچوں کی ذہنی، دماغی اور جسمانی نشوونما غذا پر ہی منحصر ہے، اور مستقبل کی منصوبہ بندی میں اس نشوونما کی بڑی اہمیت ہے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ — ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوریؒ

دار العلوم دیو بند کے مؤقر استاذ ، معاون مہتمم، جمعیت علماء ہند (مولانا محمود مدنی گروپ کے) صدر، جمعیت علماء ہند کی جانب سے متفقہ طور پر منتخب امیر الہند، کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم، جامعہ قاسمیہ گیا، جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ کے سابق استاذ، اسلاف کی نشانی، تواضع، خاکساری، انکساری میں ممتاز حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری نے ۲۱ر مئی ۲۰۲۱ء مطابق ۸ر شوال ۱۴۴۲ھ کو میدانتا اسپتال گڑگاؤں ہریانہ میں داعی اجل کو لبیک کہا، رمضان کے مغفرت والے دوسرے عشرہ میں حضرت قاری صاحب کو کوڈ کی شکایت ہوئی، آکسیجن لیبل گرتا چلا گیا، کمزوری بڑھتی رہی، گھر پر رکھ کر علاج کرانا ممکن نہیں ہوا تو ۱۸ر مئی ۲۰۲۱ء کو میدانتا میں داخل کیا گیا، بہترین علاج ، ڈاکٹروں کی غیر معمولی توجہ، تیمار داروں کی مثالی خدمت اور مخلصین ومعتقدین کی دعائیں، ملک الموت کو اپنے کام سے نہ روک سکیں اور روکا جا بھی تو نہیں سکتا، کیوں کہ فرمان الٰہی ہے، جب اللہ کا مقرر کردہ وقت آجاتا ہے تو وہ ٹلتا نہیں ہے، جنازہ کی نماز دو بار ہوئی، پہلی نماز جنازہ مرکزی دفتر جمعیت علماء ہند بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی میں اور دوسری دار العلوم دیو بند کے احاطہ مولسری میں ادا کی گئی، دوسری نماز جنازہ صدر المدرسین دار العلوم دیو بند اور حضرت قاری صاحب کے برادر نسبتی حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب مدظلہ صدر جمعیت علماء نے پڑھائی اور مزار قاسمی میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں اہلیہ، ایک بیٹی اور دو نامور صاحب زادے مولانا مفتی سید محمد سلمان منصور پوری اور قاری مفتی سید محمد عفان کو چھوڑا، مولانا سید محمد سلمان منصور پوری جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد میں مفتی ،مدرس اور بہت ساری کتابوں کے مصنف ومؤلف ہیں، وہاں کے ترجمان ندائے شاہی کے مدیر اور بافیض عالم ہیں، قاری مفتی محمد سید عفان جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ میں صدر المدرسین اور استاذ حدیث ہیں۔

حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان بن نواب محمد عیسی (م۱۹۶۳) کی ولادت ۱۲ر اگست ۱۹۴۴ء کو ان کے آبائی گاؤں منصور پور ضلع مظفر نگر اتر پردیش میں ہوئی، وہ اپنے دو بھائی حافظ محمد موسی اور حافظ محمد داؤد کے بعد تیسرے نمبر پر تھے، آپ کا خاندانی تعلق سادات حسینیہ بارہہ کی ایک شاخ سے تھا، آپ کے والد نے اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ اور قرآن کریم کا حافظ بنانے کے لئے نقل مکانی کر کے دیو بند میں سکونت اختیار کی، اور برسوں کرایہ کے مکان میں گذار دیا، علماء دیو بند سے تعلق کی وجہ سے ان کا انتقال دیو بند میں ہی ہوا، اور مزار قاسمی میں وہ بھی مدفون ہیں۔ اللہ رب العزت نے ان کے تینوں بچوں کو حافظ بنا دیا اور حضرت قاری صاحب کو اللہ نے جو لحن داؤدی عطا فرمائی تھی اس کی وجہ سے وہ حضرت مولانا کے بجائے قاری صاحب سے مشہور تھے، اور کہنا چاہیے کہ بڑے علماء میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کے بعد حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب ہی دیو بند میں اس لفظ سے جانے جاتے تھے، قرآن کریم سے حضرت قاری صاحب کو والہانہ تعلق تھا اور جس لحن میں وہ اس کی تلاوت کرتے تھے، اس نے اس لفظ کو قاری صاحب کے نام کا سابقہ بنا دیا اور پوری زندگی ''قاری'' کے سابقہ کے ساتھ ہی وہ جانے پہچانے گئے۔

قاری صاحب کی ابتدائی تعلیم مدرسہ حسینہ منصور پور میں ہوئی، حفظ قرآن کریم کی تکمیل بھی آپ نے اسی مدرسہ سے کی، عربی اول سے لے کر دورۂ حدیث تک کی تعلیم دار العلوم دیو بند میں پائی ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۵ء میں یہیں سے سند فراغت پائی ،فراغت کے بعد پھر تجوید کی طرف متوجہ ہوئے اور ۱۹۶۶ء میں یہیں سے قراءت سبعہ عشرہ کی تکمیل کی اور اس فن میں کمال پیدا کیا۔

تدریسی زندگی کا آغاز حضرت مولانا قاری فخر الدینؒ خلیفہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی (۱۹۷۵-۱۸۸۹) کے قائم کردہ مدرسہ قاسمیہ گیا سے کیا، ۱۹۶۷ء سے ۱۹۷۲ء تک پانچ سال یہاں مقیم رہے، یہاں سے مستعفی ہو کر جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ کو اپنی تدریس کا میدان عمل بنایا، آپ ہی کے دور میں اس ادارہ میں النادی الادبی قائم ہوئی، یہاں آپ کے ذمہ سنن ابوداؤد، جلالین اور مختصر المعانی وغیرہ کا درس تھا۔

۱۹۸۲ء میں انقلاب دار العلوم کے بعد پورے ہندوستان سے نامور اساتذہ چن چن کر دار العلوم دیو بند لائے گئے، حضرت قاری صاحب ان میں سے ایک تھے، ہدایہ، مشکوٰۃ ، مؤطا امام مالک وغیرہ کا درس آپ سے متعلق تھا، معاون مہتمم اور کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم کی ذمہ داری اس پر مستزاد تھی، مشہور تھا کہ حضرت قاری صاحب کو تقریر کا جو بھی موضوع دے دیجئے بات تحفظ ختم نبوت کے ذکر کے بغیر نامکمل رہتی تھی ، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم نبوت ہونے سے جوان کو والہانہ عشق تھا، یہ اس کا مظہر ہوا کرتا تھا، آپ کا درس رطب ویابس سے پاک سہل اور آسان زبان میں ہوتا تھا، درسی تقریر ہو یا جلسہ کی، آپ ٹھہر ٹھہر کر بولتے تھے، جس کی وجہ سے آپ کی تقریر کا نقل کرنا آسان ہو جاتا تھا، عربی زبان وادب میں وہ حضرت مولانا وحید الزماں کیرانویؒ کے شاگرد تھے، اور عربی میں زبان وبیان پر قدرت تھی ، النادی الادبی کے سالانہ اجلاس میں عربی میں آپ کی تقریر سے طلبہ بہت مستفید اور مستفیض ہوا کرتے تھے۔

آپ کی انتظامی صلاحیت کے بھی اکابر دار العلوم قائل تھے، اسی وجہ سے آپ کو ۱۹۸۶ء میں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کا ناظم ، ۱۴۱۵ھ میں ناظم اعلیٰ دار الاقامہ، ۱۹۹۷ء میں دار العلوم کے نائب مہتمم، ۲۰۲۰ء مطابق صفر ۱۴۴۲ھ میں معاون مہتمم بنایا گیا، آپ نے ان تمام ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دیا، تحفظ ختم نبوت کے حوالہ سے آپ کی خدمت انتہائی وقیع ہیں، انہوں نے رجال کار کی فراہمی اور اس موضوع پر کتابوں کی تالیف اور محاضرات کا اہتمام کیا، کئی جگہوں پر قادیانیوں کو منہ کی کھانی پڑی اور کئی جگہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے ، اس موضوع پر حضرت قاری صاحب کے محاضرے بڑی علمی، منطقی اور مخالفین کے حق میں دندان شکن ہیں۔

جمعیت علماء کے پلیٹ فارم سے بھی آپ نے جو خدمات پیش کیں وہ لائق تحسین ہیں، ۱۹۷۹ء میں قاری صاحب نے جمعیت کی تحریک ''ملک وملت بچاؤ'' کے ایک جتھے کی قیادت کی ، گرفتار ہوئے اور کئی دن تک تہاڑ جیل میں رہنا پڑا۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ر پر)

کتابوں کی دنیا — ✍: مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نائب امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

ذہنی وفکری ہم آہنگی ـ آرزو وجستجو

دنیا کے تمام مذہبی پیشواؤں نے احترام انسانیت اور باہمی رواداری کو فروغ دینے کی اہمیت پر زور دیا، ان رہنماؤں نے اپنے منشور میں لکھا کہ مذہبی اختلاف کے باوجود سب کے سب اصلاً ایک انسانی برادری سے تعلق رکھتے ہیں، بظاہر مختلف ہونے کے انسانی اعتبار سے ایک ہیں، جس کا بنیادی مقصد انسانی سماج کو امن وسکون کا گہوارہ بنانا ہے، اور ہر ایک کو پھلنے پھولنے کے مواقع میسر کرنے ہیں۔ لیکن ستم ظرفی کہئے کہ بعض سیاسی بازیگروں نے مذہب کی آڑ میں سیاسی کھیل کھیلنا شروع کر دیا، مذہبی رواداری کو سیاسی آلہ کار بنا دیا جس کے نتیجہ میں سماجی زندگی کے تانے بانے بکھرنے شروع ہو گئے ہیں، مذہبی تصادم نے لوگوں کے درمیان فاصلے پیدا کر دئے ہیں۔ ہندوستان جیسے جمہوری ملک میں ۷۴ سالوں سے یہی کھیل کھیلا جا رہا ہے، مٹھی بھر فسطائی طاقتیں اقلیتوں کو اپنے اندر ہضم کرنے کی ناروا مہم چلا رکھی ہیے، ان میں بعض تو وہ ہیں جو غلط فہمی کے شکار ہیں اور بڑی تعداد ایسے سورماؤں کی ہے جو اقتدار اور حکومت کی خاطر اس پر سیاسی روٹی سیک رہے ہیں، جس سے طبقاتی کش مکش کو توانائی مل رہی ہے، نفرت وعداوت کی اس دیوار کو منہدم کرنے کے لئے ملک کے چند امن پسند شہریوں نے اپنی سطح سے کوششیں شروع کی ہیں، بعض مقامات پر مذاکرے اور مکالمے بھی ہوئے ہیں، اس موضوع پر کتابچے اور پمفلٹ کی طباعت کا بھی سلسلہ شروع ہوا، تا کہ ہر حال میں انسانی سماج میں محبت وانسیت کو برقرار رکھا جائے، دلوں کے گرد وغبار کو صاف کر کے رواداری اہم آہنگی کو فروغ دیا جائے۔ اسی سلسلہ الذھب کی ایک نئی کتاب ''ذہنی وفکری ہم آہنگی'' کے نام سے منظر عام پر آئی ہے، اس کتاب کے مصنف جناب ڈاکٹر خواجہ افتخار احمد صاحب ایک ماہر تعلیم اور اعلیٰ درجہ کے دانشور ہیں، سابق وزراء اعظم پی وی نرسمہاراؤ اور اٹل بہاری واجپئی کی سربراہی میں متعدد قومی وملی امور انجام دے چکے ہیں، اقوام متحدہ میں فلسطین کے نمائندوں سے ہندوستانی سفارت خانے کی طرف سے مکالمے کر چکے ہیں، ان کی اسرائیل میں منعقد صدارتی کانفرنس میں سابق صدر اسرائیل شمعون سے بھی گفت وشنید ہو چکی ہے، اس طرح ان کی ملکی اور عالمی سیاست پر اچھی اور گہری نظر ہے، اس لئے انہوں نے اپنے ان تجربات کی روشنی میں ہندوستان کی سلامتی وبقاء کے لئے بین المذاہب ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور ہر طبقہ کو حب الوطنی کے جذبے سے فکری ہم آہنگی پیدا کرنے کے کچھ رہنما اصول بتلائے ہیں، جن سے کلی طور پر اتفاق تو نہیں کیا جا سکتا تاہم فاصلوں کو پاٹنے میں ان کے فارمولے سے کسی حد تک رہنمائی مل سکتی ہے، چنانچہ مصنف کتاب نے اپنی اس علمی کاوش کا مقصد واضح کرتے ہوئے لکھا کہ یہ کتاب سنگھ، آر ایس ایس، بی جے پی اشتراک اور مسلم معاشرے کے مابین افہام وتفہیم اور ہم آہنگی پیدا کرنے کی ایک منفرد کوشش ہے، ہم اپنی مشترکہ کوششوں ،شراکت داری کے ساتھ ساتھ بھائیوں میں جتنی جلد تبدیل ہو جائیں گے یہ اتنا ہی ملک وقوم کے لئے سود مند ہوگا، میں نے یہ عمل 1996 میں شروع کیا تھا اور اس کے بعد سے کبھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا، آج میں جو کچھ لکھ رہا ہوں اس محنت کی بنیاد پر ان گذشتہ 24 سالوں پر محیط ہے جو میں نے اس مقصد کی تکمیل میں صرف کئے، یہ 24 سال ایک نیک مقصد کے تحت بے لوث وبے غرض تلاش وتحقیق پر مبنی ہیں تا کہ میں اپنے معاشرے اور سنگھ پریوار کے مابین در آئی اس خلیج کو پر کر سکوں (ص33)۔ انہوں نے 517 صفحات پر مشتمل اس کتاب میں 32 مرکزی ابواب کے تحت 300 سے زیادہ ذیلی عناوین قائم کئے ہیں، جس میں تاریخی حوالوں سے ہر مذہبی تنظیموں اور سیاسی جماعتوں کا تنقیدی جائزہ لیا ہے، اور پھر معروضی انداز میں چند مشورے بھی دئے ہیں کہ ہمارے نظام حکومت کو انصاف پرور، سچ پر مبنی اور دوسرے ممالک کے لئے مثالی ہونا چاہئے، ہمارے معاشرے کو کامل امن وآشتی کا مجسمہ ہونا چاہئے، ہماری قیادت کو عالمی سطح پر قبول کیا جانا چاہئے اور دنیا کے تمام حصوں میں امن ہی کو ہمارا قومی مشن ہونا چاہئے (ص33) البتہ چند اوراق ادھر ادھر الٹ کر دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ تاریخی اعتبار سے کتاب میں چند طرح کی غلطیاں راہ پا گئی ہیں، مثلاً دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنو کے قیام کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کی بنیاد اپنے وقت کے عظیم اسلامی اسکالر مولانا شبلی نعمانی نے علی گڑھ میں سرسید کے انگلیو اورنٹیل کالج کے جواب میں رکھی تھی (ص 141) جو کہ خلاف واقعہ ہے، اس کی بنیاد قطب عالم حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ نے رکھی اور کسی ادارے کے رد عمل میں نہیں رکھی تھی۔ کتاب کے بعض مشمولات سے محسوس ہوتا ہے کہ مصنف نے رواداری کے دائرہ کو کچھ زیادہ وسیع کر دیا ہے، کتاب پر کئی شنکرا چاریوں کے تہنیتی کلمات بھی ہیں، ان کے علاوہ مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی مہتمم دار العلوم دیو بند، مولانا سید احمد بخاری شاہی امام جامع مسجد دہلی، علامہ مفتی توصیف رضا خاں بریلی شریف، جسٹس اقبال احمد انصاری اور بنارس ہندو یونیورسیٹی کے سابق وائس چانسلر کے فاضلانہ مقدمے نے کتاب کی نافعیت کو دو چند کر دیا ہے، جسے ہم بجا طور پر کتاب کا نچوڑ اور حاصل کہہ سکتے ہیں، یہ کتاب دراصل انگریزی زبان دی میٹنگ آف مائنڈس لکھی گئی، جس کا اردو ترجمہ جناب ڈاکٹر خان محمد ذاکر حسین نے بڑی محنت وعرق ریزی سے کیا ہے، جو یقیناً قابل ستائش ہے، البتہ بعض مقامات پر ترجمانی کا احساس ظاہر ہوتا ہے، کتاب کی طباعت اور کاغذ بہت معیاری اور پرکشش ہے، اس کا سرورق بے حد دیدہ زیب ہے،، ہم ناظرین کو مشورہ دیتے ہیں کہ اس کتاب کو جیسے بھی ہو ایک بار ضرور پڑھیں اور متن کی تہہ داریوں اور باریکیوں کو سمجھنے کی کوشش کریں، امید ہے کہ دانشوروں کے طبقہ میں اس کی خاطر خواہ پذائی ہوگی، یہ کتاب پبلی کیشن پرائیوٹ لیمیٹیڈ B7 سرسوتی کمپلکس ، سبھاش چوک لکشمی نگر، نئی دہلی 94 کے پتہ پر ایک ہزار روپے میں طلب کر سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

قسط نمبر-۲۰

حجۃ الاسلام الامام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بحیثیت مدرس

☆حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ☆

درس ملا جلال:

حضرت نانوتویؒ کے ایک شاگرد مولانا حکیم منصور علی خاں مرادآبادی، حیدر آبادی فرماتے ہیں کہ: ''حضرت نانوتویؒ نے مجھ کو ملا جلال پڑھایا ہے''۔

درس بخاری:

انہوں نے اسی کے ساتھ یہ تفصیل بھی دی ہے کہ مجھے ملا جلال پڑھنے کا موقعہ اس زمانہ میں ملا جب آپ کا قیام نانوتہ میں تھا، اور اس زمانہ میں آپ نانوتہ میں بخاری شریف کا درس دیا کرتے تھے، ان کا بیان ہے: ''مولوی محی الدین خاں مرادآبادی، مولانا عبدالعلی میرٹھی، مولانا رحیم اللہ بجنوریؒ حاضر تھے، ان کے اسباق میں بھی میں سماعت کرتا تھا۔'' (سوانح قاسمی: ج ۱؍ص ۴۳۴) یہ بخاری شریف کا درس تھا جس میں شرکت کا حال خود مولانا یعقوب نانوتویؒ نے اپنی مختصر کتاب میں بیان کیا ہے:

درس اقلیدس:

''تاریخ دارالعلوم'' کے مصنف نے حضرت نانوتویؒ کے اقلیدس پڑھانے کا ذکر کیا ہے، مصنف کا بیان ہے کہ: ''دارالعلوم کے ابتدائی زمانہ میں چند دن چھتہ مسجد میں اقلیدس کا درس دیا ہے اور اس درس میں جب طلبہ کو کسی شکل کے سمجھانے کی ضرورت پیش آتی تو بغیر آلات کی مدد کے انگلی سے زمین پر شکل کھینچ کر سمجھا دیتے تھے''۔ (تاریخ دارالعلوم: ج ۱؍ص ۱۱۳، حیات اور کارنامے: ص ۱۰۴)

مسند درس بھی کسی ایک جگہ نہیں بچھی بلکہ آپ کا حلقہ درس کبھی نانوتہ کبھی دیوبند کی چھتہ مسجد میں کبھی میرٹھ میں جہاں کچھ عرصہ قیام ہوا وہیں طلبہ کھینچ کر چلے آئے اور اسباق شروع ہو گئے، مولانا رحیم اللہ بجنوریؒ (جو حضرت کے مشہور تلامذہ میں ہیں) کا خود بیان ہے کہ میں جب حضرت نانوتویؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان دنوں نانوتہ میں بخاری کا درس دیا کرتے تھے میں اس میں شریک ہو گیا ایک دن اتفاقاً مجھے وضو نہ تھا اور سبق میں جا کر بیٹھ گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ہاتھ سے منع فرما رہے ہیں اور پھر بلا کر فرمایا کہ: ''میاں! صحیح بخاری میں تو ایسا نہ چاہئے کہ بلا وضو بھی آدمی بیٹھ جائے''۔ (سوانح قاسمی: ج ۱؍ص ۴۳۴، حاشیہ ۴)

شاگردوں کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ:

آپ اپنے شاگردوں کا بے حد احترام وخیال کرتے اگر کوئی طالب علم غیر حاضر ہوتا یا تعلیم کے انقطاع کی خبر ملتی آپ بے چین ہو جاتے اور اس کے گھر تک جا کر اسے منا کر واپس لاتے۔

دہلی کے مشہور مدرسہ عبدالرب کے صدر مولانا عبدالعلی کو حضرت نانوتویؒ سے پڑھنے کا شرف حاصل ہے غالباً ''حمد اللہ'' یا ''شمس بازغہ'' حضرت کے یہاں شروع ہوئی، مولانا عبدالعلیؒ صاحب نے عبارت پڑھنی شروع کی حضرت نانوتویؒ کو کتاب کی پھسپھسی اور بے مغز باتوں سے ایسی گرانی ہوئی کہ چہرہ کا رنگ بدلنا شروع ہو گیا، جھنجھلا کر فرمایا جو کچھ پڑھا یہ تو واضح ہے اب تم قاسم کی سنو نہ ترجمہ کرایا گیا نہ مطلب سمجھایا گیا، بلکہ اسی موضوع پر ایسی تقریر شروع فرمائی کہ تین روز تک چلتی رہی لیکن مولانا عبدالعلی کے سمجھ میں کچھ نہیں آئی الغرض چند دنوں درس سے غائب ہو گئے جب حضرت کو معلوم ہوا ان کے گھر عبداللہ پور ضلع میرٹھ تشریف لے گئے اور روٹھے ہوئے شاگرد کو منا کر واپس لایا۔

سچ تو یہ ہے کہ اپنے شاگردوں کی کفش برداری واقعی کفش برداری کی ہمت اپنے اندر رکھتے تھے، ارواح ثلاثہ میں مولانا احمد حسن محدث امروہویؒ کے حوالہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے: ''جس طالب علم اور شاگرد کے اندر تواضع دیکھتے تھے تو اس کے جوتے اٹھالیا کرتے تھے۔ (ارواح ثلاثہ: ص ۲۰۶، سوانح قاسمی: ج ۱؍ص ۴۳۲)

اپنے ایک شاگرد مولانا فخر الحسن صاحب کو خطاب کر کے ایک خط میں لکھا کہ: ''زیر قلم کشیدہ نزد آں عزیز رسانم شاید بدعائے یادم کنند''۔ (ایضاً)

تعلیم کے ساتھ تربیت پر خصوصی توجہ:

جیسا کہ یہ بات گذر گئی کہ مولانا رحیم اللہ بجنوری بغیر وضو حلقہ درس میں بیٹھ گئے تو آپ نے تنبیہ فرمائی، ٹھیک اسی طرح جہاں متواضع طلبہ کی آپ خود جوتیاں اٹھالیا کرتے تھے وہیں بغرض تربیت ایسے طلبہ سے جوتیاں اٹھواتے بھی تھے جن کے اندر کبر و بڑائی پاتے تھے، لکھا ہے کہ: ''جس طالب علم کے اندر تکبر دیکھتے تھے اس سے کبھی کبھی جوتے اٹھوایا کرتے تھے''۔ (سوانح قاسمی: ج ۱؍ص ۴۴۰)

اصلاح وتزکیہ کا ایک اہم واقعہ:

مولانا احمد حسن محدث امروہویؒ جو امروہہ کے خاندان سادات سے تعلق رکھتے تھے اور ناز ونعمت میں پلے ہوئے تھے، وہ خود اپنا واقعہ نقل کرتے ہیں جب میں تعلیم کے لئے حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک جولاہہ نے حضرت سے دعوت قبول کرنے کی فرمائش کر کے عرض کیا کہ فقیر کے غریب خانہ کو رونق بخشی جائے اس زمانہ میں مسلمانان ہند کی ذہنیت شرافت ورذالت کی گھناؤنی گندگیوں سے اس حد تک ماؤف ہو چکی تھی، کہ غریب جولاہہ کے گھر جا کر کھانا کھانے کی درخواست کی منظوری سیدنا الامام الکبیر کی طرف سے جس وقت صادر ہوئی، تو مولانا احمد حسن کا بیان ہے کہ: ''مجھ کو اتنا ناگوار ہوا کہ جیسے کسی نے گولی ماردی'' مگر تلاوت آیات وتعلیم حکمت کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کے تزکیہ کا کام بھی سیدنا الامام الکبیر کے سپرد ہوا تھا، اسی وقت سے مولانا احمد حسن کے اندر اُترنے والی اس گولی کی طرف سے فکر پیدا ہوئی، فراست ایمانی سے حضرت والا نے مولانا امروہوی کے اس تأثر کو بھانپ لیا کہتے تھے کہ اس دن کے بعد سے یہ قاعدہ ہی حضرت نے مقرر کر لیا کہ دعوت کرنے والوں سے یہ شرط بھی کراتے کہ مولوی احمد حسن کو بھی میں ساتھ لاؤں گا پھر خدا ہی جانتا ہے کہ اس سلسلہ میں ان کو کس کس کے گھر جانا پڑا اور بقول ان ہی کے ''جب بالکل میرے قلب سے ناگواری نکل گئی تب مولانا نے میری دعوت کی شرط کو ترک کر دیا'' اور یوں دل میں ان کے جو گولی اتر گئی تھی اس کو نکال کر تزکیہ کے فرض کو انجام تک حضرت والا نے پہونچایا۔ (سوانح قاسمی: ج ۱؍ص ۴۴۰)

حکایات اہل دل

✍: مولانا رضوان احمد ندوی

میرے مطالعہ کے دوران متعدد ایسے صاحب کشف وکرامات بزرگوں کے واقعات گذرے ہیں جو عبرت آموز اور معلومات افزا تو ہوتے ہی ہیں، نہایت مرغوب بھی ہیں، ان سبق آموز واقعات کو میں نے الگ سے جمع کرنے کا سلسلہ شروع کیا، جنہیں قارئین کرام کی دل چسپی کے لئے یہاں حکایات اہل دل کے عنوان سے شائع کیا جا رہا ہے، ازیں قبل بھی اس طرح کے بے شمار حکایات طبع ہو چکے ہیں، جنہیں ہمارے قارئین بڑی دل چسپی سے پڑھتے ہیں اور اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں، دعاء فرمائیے کہ رب کائنات ہماری اس علمی کاوش کو قبول فرمائے اور ہم سب کو مزید اس سے استفادہ کی توفیق بخشے۔

غلطی کا اعتراف

خلیفہ دوم امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ آپ تقریر میں فرمایا کہ زیادہ مہر باندھنے پر گرفت کی جائے گی اور جو ایسا کرے گا اس کی زیادہ باندھی ہوئی مہر ضبط کر کے بیت المال میں داخل کر دوں گا، عین اسی وقت ایک بڑھیا اٹھی اور اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: و آتیتم احداهن قنطارا'' پھر آپ کو کیا حق ہے کہ اس قسم کی پابندی عائد کریں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو تمام مسلمانوں کے محبوب سردار اور عظیم مملکت اسلامی کے خلیفہ تھے، یہ سنتے ہی منبر سے اتر پڑے، انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور یہ جملہ ارشاد فرمایا جو ان کے عز وشرف کی تاریخ کا ایک بے مثال جزو بن چکا ہے، آپ نے کہا ''کل الناس اعلم من عمر حتی العجائز'' تمام لوگ عمر سے زیادہ جانتے ہیں حتی کہ یہ بڑھیا بھی۔

دنیا کی خوب صورت مثال

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا کے بارے میں ایک خوب صورت مثال دی ہے اور سچی بات یہ ہے کہ اگر یہ بات ذہن میں ہو تو دنیا کے بارے میں کبھی غلط فہمی پیدا نہ ہو، وہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی مثال پانی جیسی ہے اور انسان کی مثال کشتی جیسی ہے، اگر ایک کشتی آپ پانی کے بغیر چلانا چاہیں تو وہ کشتی نہیں چل سکتی، کوئی کشتی ایسی نہیں ہے جو پانی کے بغیر چل سکتی ہو، پانی کشتی کے لئے ناگزیر ہے، اسی طرح انسان دنیا کے مال واسباب کے بغیر اور کھائے کمائے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، لیکن آگے فرماتے ہیں کہ یہ پانی اس وقت تک کشتی کے لئے فائدہ مند ہے جب کہ وہ کشتی کے اردگرد اور نیچے ہو، اگر یہ پانی کشتی کے اندر گھس آئے تو وہ کشتی کے لئے فائدہ مند ہونے کے بجائے کشتی کو ڈبو دے گا، تو مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ دنیا جب تک انسان کے اردگرد اور اس کے چاروں طرف ہے اور انسان اس سے اپنی ضروریات پوری کر رہا ہے، کھا رہا ہے، پی رہا، کما رہا ہے، اس وقت وہ اس کے لئے بہترین سرمایہ زندگی ہے اور وہ خیر ہے اور ''فضل اللہ'' ہے، لیکن جس روز یہ دنیا اردگرد سے ہٹ کر دل کی کشتی میں اس طرح داخل ہو گئی کہ ہر وقت اس کی محبت، اس کی فکر اس کا خیال اس طرح اس کے دل ودماغ پر چھا گیا کہ بس اب اس کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا، اس کے سواء کوئی خیال نہیں آتا، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ دنیا تمہیں تباہ کر رہی ہے، پھر یہ دنیا ''متاع الغرور'' ہے، پھر یہ دنیا ''فتنہ'' ہے، یہ دنیا مردار ہے اور اس کے طلب گار کتے ہیں، جو اس دنیا کو اپنے اردگرد سے ہٹا کر اپنے دل کی کشتی میں سوار کر رہے ہیں۔ (مفتاح العلوم، مثنوی مولانا روم، ج: ۲، ص: ۳۷، دفتر اول، حصہ دوم) (خطبات، ج: ۶)

ایک سبق آموز واقعہ

ایک بہت بڑے محدث اور بزرگ گزرے ہیں جو ''سلیمان اعمش'' کے نام سے مشہور ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بھی ہیں، تمام احادیث کی کتابیں ان کی روایتوں سے بھری ہوئی ہیں، عربی زبان میں ''اعمش'' چوندھے کو کہا جاتا ہے، جس کی آنکھوں میں چندھیاہٹ ہو، جس میں پلکیں گر جاتی ہیں اور روشنی کی وجہ سے اس کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں، چونکہ ان کی آنکھیں چندھیائی ہوئی تھیں، اس وجہ سے ''اعمش'' کے لقب سے مشہور تھے، ان کے پاس ایک شاگرد بھی آگئے، وہ شاگرد ''اعرج'' یعنی لنگڑے تھے، پاؤں سے معذور تھے، شاگرد بھی ایسے تھے جو ہر وقت استاذ سے چمٹے رہنے والے تھے، جہاں استاذ جا رہے ہیں، وہاں شاگرد بھی ساتھ ساتھ جا رہے ہیں، چنانچہ امام اعمشؒ جب بازار جاتے تو یہ شاگرد بھی ساتھ ہو جاتے، بازار میں لوگ ان پر فقرے کستے کہ دیکھو استاذ ''چوندھا'' ہے اور شاگرد ''لنگڑا'' چنانچہ امام اعمشؒ نے اپنے شاگرد سے فرمایا کہ جب ہم بازار جایا کریں تو تم ساتھ مت جایا کرو، شاگرد نے کہا کیوں؟ میں آپ کا ساتھ کیوں چھوڑوں؟ امام اعمشؒ نے فرمایا کہ جب ہم بازار جاتے ہیں تو لوگ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں کہ استاذ چوندھا ہے اور شاگرد لنگڑا ہے، شاگرد نے کہا کہ حضرت جو لوگ مذاق اڑاتے ہیں، ان کو مذاق اڑانے دیں، اس لئے کہ اس مذاق اڑانے والے کے نتیجے میں ہمیں ثواب ملتا ہے اور ان کو گناہ ہوتا ہے، اس میں ہمارا تو کوئی نقصان نہیں؛ بلکہ ہمارا فائدہ ہے، حضرت امام اعمشؒ نے جواب میں فرمایا'' ارے بھائی! وہ بھی گناہ سے بچ جائیں، اور ہم بھی گناہ سے بچ جائیں، یہ اس کے بہ نسبت بہتر ہے کہ ہمیں ثواب ملے اور ان کو گناہ ہو، میرے ساتھ جانا کوئی فرض وواجب تو ہے نہیں اور نہ جانے میں کوئی نقصان تو ہے نہیں، البتہ فائدہ یہ ہے کہ لوگ اس گناہ سے بچ جائیں گے، لہٰذا ہمارے مسلمان بھائیوں کو گناہ ہو، اس سے بہتر یہ صورت ہے کہ نہ ان کو گناہ ہو اور نہ ہمیں گناہ ہو، اس لئے آئندہ میرے ساتھ بازار مت جایا کرو۔

یاد رکھئے! کسی کے ہنسی یا مذاق اڑانے کی وجہ سے گناہ کا کام کرنا جائز نہیں ہے؛ لیکن اگر ایک طرف جائز اور مباح کام ہے اور دوسری طرف اولیٰ اور افضل کام ہے تو لوگوں کو گناہ سے بچانے کے لئے ہمیں کام چھوڑ کر جائز کام پر عمل کرنا درست ہے (اصلاحی خطبات: ۴؍۱۷۳)

Scanned with CamScanner

انگشت مبارک سے وقوع پذیر معجزے

مفتی ناصر الدین مظاہری

سبھی جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سراپا رحمت تھی، چاہے جمادات ہوں یا نباتات، حیوانات ہوں یا جنہ، انسان ہوں یا فرشتے، یہی نہیں زمین ہو یا آسمان، فضا ہو یا جنت آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اور یہی مطلب ہے ''وما ارسلناک الا رحمة للعلمین'' کا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیاں بھی سراپا رحمت اور سراپا معجزہ تھیں، اللہ تعالی نے انسانوں کی ہدایت ورہبری کے لیے انبیاء ورسل کو بھیجا تو انہیں اپنی طرف سے کچھ نشانیاں بھی دیں تاکہ ان کی نبوت ورسالت کی تائید وتصدیق ہوسکے، جن میں ایک ظاہری اور ٹھوس نشانی وہ ہے جسے ہم معجزہ کہتے ہیں۔

لفظ معجزہ عجز سے بنا ہے جو قدرت کی ضد ہے یعنی وہ چیز جو حریف کو عاجز ودر ماندہ کردے، اور علماء نے معجزہ کی تعریف یوں کی ہے کہ نبی کے ہاتھ پر چیلنج بن کر ظاہر ہونے والا خارق عادت امر جس کی نظیر ساری انسانیت پیش کرنے سے قاصر ہو، معجزہ کہلاتا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پانی کی ایک چھاگل رکھی ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے وضو فرمایا: لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جھپٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے پاس وضو اور پینے کے لئے پانی نہیں ہے، صرف یہی پانی ہے جو آپ کے سامنے رکھا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (یہ سن کر) دستِ مبارک چھاگل کے اندر رکھا تو فوراً چشموں کی طرح پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے جوش مار کر نکلنے لگا چنانچہ ہم سب نے (خوب پانی) پیا اور وضو بھی کرلیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اس وقت آپ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا: اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی سب کے لئے کافی ہوجاتا، جبکہ ہم تو پندرہ سو تھے۔ (بخاری)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ابو رافع یہودی کی (سرکوبی کے لئے اس کی) طرف چند انصاری مردوں کو بھیجا اور حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا، ابو رافع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچاتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خلاف (کفار کی) مدد کرتا تھا اور سرزمین حجاز میں اپنے قلعہ میں رہتا تھا۔ (حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے ابو رافع یہودی کے قتل کی کارروائی بیان کرتے ہوئے فرمایا: جب) مجھے یقین ہوگیا کہ میں نے اسے قتل کردیا ہے تو پھر میں نے ایک ایک کرکے تمام دروازے کھولنا شروع کردیئے یہاں تک کہ میں سیڑھی کے آخر تک پہنچ گیا۔ میں نے یہ خیال کرتے ہوئے اپنا پاؤں رکھا کہ میں زمین تک پہنچ گیا ہوں (اور سیڑھیاں ختم ہوگئی ہیں) چاندنی رات تھی میں گر گیا، میری پنڈلی ٹوٹ گئی، میں نے اپنی پنڈلی کو عمامہ سے باندھا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر تمام ماجرا عرض کردیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی ٹانگ پھیلاؤ (سیدھی کرو)۔ میں نے پاؤں پھیلا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس پر دستِ کرم پھیرا تو (ٹوٹی ہوئی پنڈلی جڑ کر ایسے ہوگئی کہ) گویا مجھے کبھی اس میں تکلیف نہیں ہوئی۔ (بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور نماز عصر کا وقت آگیا تھا، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے وضو کیلئے پانی تلاش کیا نہ پایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کا پانی لایا گیا تو آپ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھ کر لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے وضو کریں میں نے دیکھا کہ پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے جوش مار رہا تھا۔ یہاں تک کہ تمام لوگوں نے وضو کیا۔ (بخاری شریف)

ایک دفعہ حضور اکرم سفر میں تھے صبح کو آنکھ کھلی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھانی شروع کی تو ایک صحابی جماعت سے الگ ہوگئے، آپ نے جماعت میں شریک نہ ہونے کی وجہ پوچھی تو اس نے جنابت کا عذر کیا چونکہ پانی نہ تھا اس لیے ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کا حکم دیا اس کے بعد چند صحابہ کو پانی کی جستجو میں روانہ فرمایا، وہ لوگ چلے تو ایک عورت ملی جو اونٹ پر دو مشکیزوں میں پانی لاد کر لیے جارہی تھی، ان لوگوں نے اس چشمے کا پتہ پوچھا تو اس نے کہا کہ اس جگہ پانی نہیں ہے پھر ان لوگوں نے دریافت کیا کہ تمھارے قبیلے اور چشمے کے درمیان کس قدر فاصلہ ہے؟ اس نے ایک دن اور ایک رات کی مسافت بتائی وہ لوگ اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور آنحضرت نے ہاتھ سے مشکیزے کو مس فرمادیا تو آپ کے دست مبارک کی برکت کی وجہ سے اس پانی کی مقدار میں اس قدر اضافہ ہوگیا کہ چالیس آدمیوں نے اس سے خوب سیراب ہوکر پانی پیا اور اپنے تمام مشکیزے اور برتن بھر لیے، اسکے بعد آپ نے کھجور اور روٹی کے ٹکڑے جمع کرکے اس عورت کو دیئے، وہ اپنے گھر آئی اور حیرت واستعجاب کے عالم میں اس نے اپنے قبیلے کے لوگوں سے کہا کہ میں نے سب سے بڑے ساحر یا اسکے معتقدین کے خیال میں ایک پیغمبر کو دیکھا ہے، آخر اس خاتون کے اثر سے یہ پورا قبیلہ مع اس عورت کے مسلمان ہوگیا۔

حضور اقدس مقام زور میں تھے کہ عصر کا وقت آگیا، صحابہ کرام نے پانی کی جستجو کی لیکن صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی ملا جب آپ کی خدمت میں پانی کا برتن پیش کیا گیا تو آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیا اور انگلیوں سے پانی کا فوارہ چھوٹنے لگا۔ یہاں تک کہ تقریباً تین سو آدمیوں نے اس سے وضو کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ کسی سفر میں تھے نماز کا وقت آیا تو صحابہ نے پانی تلاش کیا لیکن کہیں نہ ملا۔ ایک صحابی پیالے میں تھوڑا سا پانی لائے، پہلے آنحضرت نے اس سے وضو کیا پھر پیالے پر آپ نے اپنی انگلیاں پھیلادیں پانی کی مقدار میں اس قدر برکت ہوئی کہ تقریباً ستر آدمیوں نے اس سے وضو کیا۔

ایک بار نماز کا وقت آیا تو جن لوگوں کا گھر مسجد کے قریب تھا وہ گھر کے اندر وضو کرنے کے لیے چلے گئے لیکن باقی لوگ بے وضو رہ گئے آنحضرت کی خدمت میں ایک برتن میں وضو کا پانی پیش کیا گیا آپ نے اس کے اندر ہاتھ ڈالنا چاہا تو اس کا دہانہ اس قدر تنگ نکلا کہ آپ کی ہتھیلیاں اسکے اندر نہ پھیل سکیں اس لیے آپ نے اپنی انگلیاں اسکے اندر ڈال دیں تو اللہ تعالی نے اس پانی میں اتنی برکت عطا فرمائی کہ وہ پانی تقریباً ۸۰/آدمیوں کے وضو کے لیے کافی ہوا۔

آپ نے ایک سفر میں حضرت جابر سے وضو کا پانی طلب فرمایا، انہوں نے قافلہ میں بہت ڈھونڈا پانی نہ ملا انصار میں ایک شخص تھے جو عام طور پر حضور اکرم کے لیے پانی ٹھنڈا کرکے رکھتے تھے، حضرت جابر نے آپ کی خدمت میں پانی نہ ملنے کی اطلاع کی تو آپ نے ان کو ایک انصاری کے پاس بھیجا لیکن انکے پاس بھی اس قدر پانی کم نکلا کہ اگر انڈیلا جاتا تو برتن کے خشک حصہ میں جذب ہوکر رہ جاتا۔ حضرت جابر نے آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے اس برتن کو منگوا بھیجا اور ہاتھ میں لے کر کچھ پڑھا اور اسکو طشت کے اندر رکھ کر حضرت جابر کو حکم دیا کہ بسم اللہ کرکے ہاتھ پر پانی گرائیں، حضرت جابر کا بیان ہے کہ میں نے پانی ڈالنا شروع کیا تو پہلے آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی امنڈ اپھر طشت بھر گیا یہاں تک کہ سب لوگ پانی پی کر سیراب ہوگئے۔ اس کے بعد آپ نے اس کے اندر سے ہاتھ نکال لیا تو طشت بھرا کا بھرا رہ گیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک بار عصر کا وقت آگیا۔ صرف تھوڑا سا پانی بچا ہوا رہ گیا تھا۔ آپ نے اپنی انگلیاں اس میں ڈال دیں تو ان کے اندر سے پانی جوش مارنے لگا، یہاں تک کہ چودہ سو آدمیوں نے اس سے وضو کیا اور سیراب ہوئے۔

حبان بن بح الصدائی کا بیان ہے کہ میری قوم حالت کفر میں تھی مجھے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ان کے خلاف فوجی تیاریاں فرما رہے ہیں اور آپ کو اطلاع دی کہ میری قوم مسلمان ہے پھر میں نے رات بھر آپ کے ساتھ سفر کیا جب صبح ہوئی تو میں نے اذان دی آپ نے پانی کا برتن مجھے عطا فرمایا میں نے اس سے وضو کیا پھر آپ نے اپنی انگلیاں اس میں ڈال دیں تو انگلیوں کے درمیان سے چشمہ کی طرح پانی ابلنے لگا۔ آپ نے حکم دیا جو شخص چاہے اس سے وضو کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ معجزات کو برکت سمجھا کرتے تھے، چنانچہ ایک بار ہم لوگ حضور اکرم کے ساتھ سفر میں تھے پانی کی کمی کی شکایت ہوئی تو آپ نے بچے ہوئے پانی کو طلب فرمایا۔ وہ پانی ایک برتن میں آپ کو پیش کیا گیا آپ نے اس میں ہاتھ ڈال کر فرمایا کہ وضو کے مبارک پانی کی طرف دوڑو! خدا کی طرف سے برکت ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی ابل رہا تھا۔

حضرت مولانا صدیق صاحب باندوی کا مشہور شعر ہے:

انگلی سے اشارہ چاند کی جانب سارے انسان کرتے ہیں
انگلی سے چاند کے ٹکڑے کرنا سب کے بس کی بات نہیں

بہرحال اللہ تعالی نے انبیاء کرام کو تو مختلف آیات ومعجزات دے کر دنیا میں مبعوث فرمایا اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سراپا معجزہ بنا کر اس عالم فانی میں جلوہ گر فرمایا آپ کے جسم مبارک کے ہر عضو سے قدرت خداوندی کے جلوے ہویدا ہوئے، بے شمار آیاتِ بینات ومعجزاتِ باہرات ظہور پذیر ہوئے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا:

ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے، پانی کی قلت ہوچکی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: کچھ پانی لاؤ، صحابہ کرام نے ایک برتن خدمت اقدس میں پیش کیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ نے اپنا دست مبارک برتن کے اندر رکھا پھر فرمایا: پاک کرنے والے برکت والے پانی کی طرف آؤ، برکت اللہ تعالی کی جانب سے ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک کے درمیان سے ابل رہا ہے اور جب آپ تناول فرماتے تو ہم کھانے سے تسبیح کی آواز سنتے۔

کیا دنیا میں ایسا کوئی شخص پیدا ہوا ہے جس کے ہاتھوں میں اس قدر برکت ہو کہ ایسی بکری بھی دودھ دینے لگ جائے جس سے کسی نر نے جفتی بھی نہ کی ہو۔ یہ معجزہ بھی اللہ تعالی نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں رکھا تھا چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں:

''میں مکہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر میرے پاس سے گذرے اور فرمایا: لڑکے تیرے پاس دودھ ہے؟ میں نے کہا: ہاں، لیکن میں تو معتمد علیہ ہوں۔ آپ نے فرمایا: کیا تیرے پاس ایسی کوئی بکری ہے جس سے نر نے جفتی نہ کی ہو؟ میں نے ایسی بکری پیش کردی۔ آپ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا تو ان میں دودھ اتر آیا، آپ نے اسے برتن میں دوہا اور خود بھی پیا اور ابوبکر کو بھی پلایا۔ پھر آپ نے تھنوں کو سکڑ جانے کا حکم دیا تو وہ سکڑ گئے۔ (مسند احمد)

حضرت سلمان فارسیؓ کا مشہور واقعہ جس میں ان کے یہودی آقا نے ان کی آزادی کے لیے یہ شرط رکھی تھی کہ وہ اس کے نخلستان میں کھجوروں کے درخت لگائے اور جب تک وہ پھل نہیں دیتے سلمان ان میں کام کرتا رہے گا۔ چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے پودے لگائے تو اسی سال سب درختوں پر پھل آگیا سوائے ایک درخت کے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ: اس کا ماجرا کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اسے میں نے لگایا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اکھاڑ کر خود لگایا تو وہ بھی ایک ہی سال میں پھل دینے لگا۔ (مسند احمد)

اگر حضرت موسی علیہ السلام نے بنو اسرائیل کی طلب پر پتھر پر لاٹھی ماری اور بارہ چشمے جاری ہوگئے تو بے شک یہ معجزہ ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی تو سوچئے کہ اللہ تعالٰی نے پہاڑوں اور پتھروں کے درمیان سے بے شمار نہریں اور دریا جاری فرما رکھے ہیں اس لئے حضرت موسی علیہ السلام کا پتھر پر عصا کا مارنا اور پانی کے بارہ چشموں کا جاری ہوجانا بے شک معجزہ ہے لیکن اس سے بھی زیادہ تعجب خیز واقعہ ہمارے نبی کا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے فوارے اور چشمے ابل پڑے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

Scanned with CamScanner

اردو صحافیوں کی پیشہ ورانہ تربیت کی ضرورت

ضیاء الرحمٰن غوثی

جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ صحافت انگریزی لفظ جرنلزم کا اردو ترجمہ ہے جس کے لغوی معنی ہیں کسی صحیفہ یا جرنل کے لیے لکھنا، کہا جاتا ہے کہ قلم تلوار سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ جب ملک میں آزادی کی تحریک جاری تھی تب کسی شاعر کی یہ بات ضرب المثل بن گئی تھی کہ اگر دشمن سامنے ہو تو نہ توپ نکالو نہ بندوق بلکہ اخبار نکالو۔ اس سے صحافت کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ تحریک آزادی کے دوران اردو صحافت نے اپنی اہمیت منوالی تھی اور اس پیشے کو اعلیٰ وقار بخشا تھا۔ سماجی اور قومی زندگی میں صحافت کی ہمیشہ اہمیت رہی ہے۔ صحافت معاشرے کے جذبات، احساسات اور مطالبات کی ترجمان ہوتی ہے۔ صحافت نہ صرف وقت کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے، بلکہ صحت مند سماجی، سیاسی، ثقافتی اور معاشی رجحانات کو فروغ دینے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ انسانی فلاح و بہبود، مفاد عامہ اور سماجی قدروں کی پاسبانی اس پیشے کی خمیر میں شامل ہے۔ صحافی کی نظر ماضی، حال اور مستقبل تینوں پر رہتی ہے۔ وہ مستقبل میں رونما ہونے والے سماجی، سیاسی اور معاشی حالات کا احساس اپنی چھٹی حس کے ذریعے دوسروں کے مقابلے میں زیادہ جلدی کر لیتا ہے، اسی لیے صحافی کو سماج میں ایک منفرد مقام حاصل ہوتا ہے۔ خاص طور پر جمہوری نظام میں صحافت کا ایک اہم کردار ہوتا ہے۔ متققہ عاملہ اور عدلیہ کے بعد اسے جمہوری نظام کا چوتھا اہم اور مضبوط ستون مانا جاتا ہے۔ اس لیے جرنلزم کو فورتھ اسٹیٹ بھی کہتے ہیں۔ ہم دنیا کی عظیم ترین اور کامیاب ترین جمہوریت ہیں، اس لیے ہم صحافت کی اہمیت سے چشم پوشی نہیں کر سکتے۔

"To inform to educate and to entertain" صحافت کے بنیادی فرائض ہیں۔ یعنی اسے عوام کو مقامی، ملکی اور بین الاقوامی حالات وکوائف سے باخبر رکھنا ہوتا ہے۔ اسے ایک معلم کی طرح معاشرے کو صحت، اخلاقیات، ادب، شعر وسخن، سائنس وٹیکنالوجی، تجارت، صنعت، زراعت، یہاں تک کہ بچوں کی پرورش وپرداخت ہی نہیں، بلکہ کچن کے لوازمات کے درس بھی دینے ہوتے ہیں۔ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی فلم، اسپورٹس، رقص، موسیقی، فکشن اور فنون لطیفہ کا سہارا لے کر لوگوں کے لیے تفریح طبع اور ذہنی تسکین کے سامان بھی پروسنے ہوتے ہیں۔

ہمارے ملک میں اردو صحافت کی شاندار تاریخ اور روایت رہی ہے جو تقریباً پونے دوسو سالوں پر محیط ہے۔ اس کا آغاز ہفت روزہ 'جام جہاں نما' کی شکل میں کلکتہ سے ہوا تھا۔ اس طرح اردو صحافت کئی نشیب وفراز سے گزر کر آج ہم تک پہنچی ہے تحریک آزادی کے دوران اردو صحافت کو کڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑا تھا، تقسیم ملک کا سانحہ کم جان لیوا نہ تھا، لیکن تحریک آزادی اور پھر حصول آزادی کے بعد ملک کی تعمیر نو دونوں ہی مرحلوں میں اردو صحافت نے اپنی ذمہ داریاں دوسری زبانوں کی صحافت کے شانہ بشانہ بخوبی نبھائی ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ اردو صحافت پتھر، لیتھو، چربے وغیرہ کے فرسودہ دور سے گزر کر اب کمپیوٹر، انٹرنیٹ، فیس بک، واٹس ایپ، ٹوئٹر، ویب سائٹ اور آفسیٹ وغیرہ کے جدید دور میں داخل ہو چکی ہے، ہم اس حقیقت سے چشم پوشی نہیں کر سکتے کہ اردو صحافت، خواہ وہ نیوز ایجنسی کی صحافت ہو یا الیکٹرونک میڈیا کی، آج بھی بڑی حد تک ترجمے کی صحافت بنی ہوئی ہے اور اس کے اعصاب پر انگریزی صحافت سوار ہے۔ اس تمہید کے پس منظر میں آیئے ہم اپنے موضوع بحث کی طرف رخ کریں۔ ذرائع ابلاغ اور مواصلات کے شعبوں میں رونما ہونے والے زبردست انقلاب اور عالمگیریت کے تصور کی روز افزوں عمل داری نے اردو صحافت کے سامنے بھی کئی چیلنج لا کھڑے کیے ہیں۔ انہی چیلنجوں نے اردو صحافت کے لیے پیشہ ورانہ تربیت اور ٹریننگ کی ضرورتوں کو لازمی بنا دیا ہے۔

ذرائع ابلاغ کی کرم فرمائیوں کے طفیل ہی آج دنیا سمٹ کر ایک دوسرے سے بہت قریب آ گئی ہے۔ ہر پل رونما ہونے والے واقعات اور حادثات کی اطلاع منٹوں میں ساری دنیا میں پہنچ جاتی ہے۔ جدید ترین ذرائع ابلاغ نے آج کے قاری کو پہلے سے کہیں زیادہ حساس، بیدار اور باخبر کر دیا ہے، اس لیے دیگر ذرائع ابلاغ کی طرح اردو صحافت سے بھی لوگوں کی توقعات پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ آج کی اردو صحافت سے پوری طرح مطمئن نہیں ہیں اور آج اردو صحافت کو دوسرے ذرائع ابلاغ یا دوسری زبانوں کی صحافت سے سخت مسابقت کا سامنا ہے، ایسے میں طب، قانون اور درس وتدریس اور ٹکنالوجی سے وابستہ علوم وفنون کے پیشوں کی طرح اردو صحافت کے پیشے کے لیے بھی خصوصی نصاب، ضابطۂ عمل نیز پیشہ ورانہ تربیت کی سخت ضرورت ہے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر پریس کمیشن نے اس سلسلے میں ایک سروے کیا تھا اور ڈھائی سو سوال نامے متعلقہ افراد کو بھیجے تھے، جن میں سے دو سو سے زیادہ افراد نے صحافت کے پیشے کے لیے باقاعدہ تربیت کو ضروری قرار دیا تھا، فروغ اردو سے متعلق گجرال کمیٹی نے بھی 1975 میں سفارش کی تھی کہ عثمانیہ یونیورسٹی، پنجاب یونیورسٹی اور جامعہ ملیہ اسلامیہ اردو میڈیم کے ذریعے صحافت کی تعلیم وتربیت کے نصاب شروع کریں۔ چنانچہ جامعہ ملیہ کا ماس کمیونیکشن کا ادارہ نمایاں خدمات انجام دے رہا ہے۔

تحریک آزادی کے دوران ہندوستان میں اردو صحافت نے جو معیار، بلندی اور وقار حاصل کیا تھا، اسے پھر سے بحال کرنے کے لیے بھی صحافتی تربیت کی افادیت اور لزومیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، یہ عام شکایت ہے کہ اردو اخبارات اور جرائد کے قارئین کی تعداد کم ہوتی جا رہی ہے۔ اچھا خاصہ اردو داں طبقہ اردو اخبارات ورسائل کی بجائے انگریزی یا ہندی اخبارات کو ترجیح دیتا نظر آتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ دوسری زبانوں کے مقابلے میں اردو اخبارات ورسائل میں مواد کے تنوع اور پیش کش میں رنگارنگی اور خوش نمائی کی کمی اور زبان کی غلطیاں ہیں۔ اردو اخباروں میں اب شاید پروف ریڈنگ کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی جا رہی ہے۔

افسوس اس بات کا ہے کہ تقسیم وطن کے بعد اردو زبان پر مسلمانوں کی زبان اور اردو صحافت پر مسلم صحافت کا لیبل چسپاں کر دیا گیا ہے اور شاید ہم نے اس لیبل کو بخوشی قبول بھی کر لیا ہے۔ افسوس اس بات کا بھی ہے کہ اردو صحافت اپنی لیک سے ہٹ کر چلنے کو بھی آمادہ نہیں۔ ضرورت موضوعات اور مواد میں توازن اور تنوع برتنے کی بھی ہے۔ مسلم اقلیت کے مخصوص مسائل کے ساتھ ساتھ بجلی، پانی، صحت، تعلیم، ترقیات اور قانون دانی، لاء اینڈ آرڈر اور مفاد عامہ جیسے دیگر مسائل کو بھی زیادہ سے زیادہ جگہ اردو اخبارات میں ملنی چاہیے۔

اردو آبادی کا تعلیم یافتہ اور روشن خیال طبقہ اقلیتی مسائل کی کوریج کے ساتھ ساتھ اردو اخبارات میں نہ صرف فلم اور اسپورٹس، بلکہ تجارت صنعت، بینکنگ، انشورنس، سائنس، ٹکنالوجی، روزگار کے مواقع، کیریر گائڈنس، ٹیکسیشن، قوانین، آئین، ایکسپورٹ، امپورٹ، حفظان صحت اور بین الاقوامی تعلقات جیسے موضوعات سے متعلق مواد بھی پڑھنا چاہتا ہے۔ جن کی ہمارے اردو اخبارات میں کمی شدت سے محسوس کی جاتی ہے۔ ہمیں حکومت کی فلاحی اسکیموں اور ترقیاتی پروجیکٹوں سے بھی اپنے قارئین کو باخبر رکھنا چاہیے۔ اردو صحافیوں کی پیشہ ورانہ تربیت اردو کے روشن خیال طبقے کی مذکورہ تشنگی کو بڑی حد تک دور کر سکتی ہے۔ اگر اردو اخبارات کا عملہ تربیت یافتہ ہو تو نہ صرف یہ کہ قارئین کی تعداد حسب خواہ ہو جائے گی بلکہ کاروباری نقطۂ نظر سے بھی اردو صحافت منفعت بخش ثابت ہوگی۔

اردو صحافت کا المیہ یہ بھی ہے کہ اس کے عملے کی تعداد بڑی محدود ہوتی ہے۔ اس پر ستم یہ کہ کسی اخبار میں جو عملہ مقرر کیا جاتا ہے اس کے لیے عام طور پر دوسرے پیشوں کی طرح پیشہ ورانہ تعلیم وتربیت کی شرائط پوری کرنا لازمی نہیں سمجھا جاتا۔ ہم آئے دن اردو صحافت کو درپیش مسائل کا ذکر کرتے رہتے ہیں جن کا تعلق سرمایہ، طباعت، نیوز پرنٹ، اشتہارات اور سرکولیشن وغیرہ سے ہوتا ہے لیکن یہ مسائل کوئی نئے مسائل نہیں، یہ قدیمی مسائل ہیں۔ آج سب سے فوری توجہ کا اہم ترین مسئلہ اردو صحافیوں کی پیشہ ورانہ تربیت کا ہے۔ عام طور پر ہمارے اردو صحافی تربیت یافتہ نہیں ہوتے۔ اس کے علاوہ جدید صحافت کے بدلتے رجحانات اور تقاضوں نیز پیشے کی جدید ترین تکنیک سے بھی ان کی خاطر خواہ واقفیت نہیں ہوتی ہے، البتہ رفتہ رفتہ حالات بدل رہے ہیں۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ مولانا محمد باقر، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا ظفر علی خاں آثر، مولانا محمد علی جوہر، مولانا حسرت موہانی، مولانا عبدالمجید سالک، مولانا عبدالماجد دریابادی، سلطان احمد، مولانا عثمان فارقلیط، ناز انصاری، کلدیپ نیر، حیات اللہ انصاری، مولانا رزاق ملیح آبادی جیسے صحافی پیشہ ورانہ طور پر تربیت یافتہ نہ ہوتے ہوئے بھی کامیاب صحافی تھے۔ تو عرض ہے کہ ان کے زمانے میں صحافت کی تربیت کی سہولتیں نہیں تھیں۔ ان کے زمانے کی صحافت ایک مشن، ایک فرض اور ایک مقصد کا نام تھا، لیکن آج صحافت مشن نہیں رہی۔ آپ اس تلخ حقیقت کو تسلیم کر ہی لیں کہ آج کی صحافت، خواہ وہ کسی زبان کی ہو، ایک تجارت، کاروبار اور روزگار بھی ہے اور محض ایک پیشہ نہیں، اس لیے اردو صحافت کو بھی اپنے پیشے کے جدید ترین تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے جدید ترین صحافتی تکنیک کو اپنانا ہی ہوگا۔ اردو صحافیوں کو بھی اپنے مخصوص حالات کے پیش نظر ہر فن مولا بھی بننا ہوگا، یعنی اپنے پیشے کے مختلف شعبوں سے متعلق Something of every thing کی وقتاً فوقتاً ٹریننگ لیتے رہنی ہوگی۔ یعنی نیوز سنس اور ایڈیٹوریل کے ساتھ ساتھ طباعت، سرکولیشن، ایڈورٹائزنگ (Space marketing) نیز مینجمنٹ جیسے تمام کلیدی امور کی جدید تکنیک بھی سیکھنی ہوگی جس کی کمی اردو صحافت میں نظر آتی ہے۔

جب وکالت، ڈاکٹری، معلّمی جیسے تمام پیشوں کے لیے تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت اور ٹریننگ لازمی قرار دے دی گئی ہے تو پھر اردو صحافت اس سے مستثنیٰ کیوں؟ کوئی نیم حکیم زیادہ سے زیادہ سو دو سو مریضوں کے لیے خطرۂ جان بن سکتا ہے لیکن ایک نیم پختہ اور غیر تربیت یافتہ صحافی پورے معاشرے کو گمراہ کر سکتا ہے۔ پیشہ ورانہ تربیت صحافی کے اندر خود اعتمادی پیدا کرتی ہے۔ اس کے اندر نیوز سنس ڈیولپ کرتی ہے۔ اس کے اندر پیشہ ورانہ وقار اور ذمہ داری کا احساس جگاتی ہے۔ ایک تربیت یافتہ صحافی اپنے پیشے کے وقار سے سمجھوتہ نہیں کر سکتا، وہ سماج دشمن عناصر کا بے جا دباؤ بھی قبول نہیں کر سکتا، وہ اپنے پیشے کے Scope اور اس کی Limitations سے بھی بخوبی آگاہ ہوتا ہے۔ وہ قانون شکنی اور ضابطہ اخلاق سے انحراف کا مورد الزام ہونے سے بھی خود کو بہ آسانی بچائے رہتا ہے۔ اس لیے کہ اسے پریس لاز اور پریس کوڈ آف کنڈکٹ کی واقفیت ہوتی ہے۔

صحافیوں کی جدید تربیت میں رپورٹنگ، سب ایڈیٹنگ، فیچر رائٹنگ ایڈورٹائزنگ، سرکولیشن، پروف ریڈنگ، ترجمہ نگاری، فوٹو جرنلزم کمپیوٹر انٹرنیٹ، الیکشن رپورٹنگ، لٹریری اینڈ کلچرل رپورٹنگ، ریڈیو جرنلزم، ٹی وی جرنلزم، پریس لاز، جرنلسٹک کوڈ آف کنڈکٹ جیسے امور اور موضوعات شامل ہیں۔ صحافتی تربیت کے ضمن میں پریس کونسل آف انڈیا، پریس انفارمیشن بیورو، ڈی۔اے۔وی۔پی، پریس ایڈوائزری کونسل، آئی۔این۔ایس جیسے اداروں اور تنظیموں کے دائرۂ عمل کی واقفیت بھی ضروری ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اردو صحافیوں کی پیشہ ورانہ تربیت کی آخر صورت کیا ہو؟ اچھا تو یہ ہے کہ اردو کا صحافی جرنلزم کا ڈپلوما یا ڈگری لے کر ہی اس پیشے میں داخل ہو۔ اگر ایسا نہ ہو پائے تو کم از کم وقتاً فوقتاً پیشہ ورانہ تربیت ہی لیتا ہے۔ اس وقت جرنلزم کے کورس کا سب سے بڑا اور حکومت کی براہ راست نگرانی والا تسلیم شدہ ادارہ ہے انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ماس کمیونکیشن، جو نئی دہلی میں جواہر لعل نہرو یونیورسٹی کے قریب واقع ہے۔ پہلے یہ ساؤتھ ایکس میں ہوا کرتا تھا۔ یہ مرکزی حکومت کی وزارت اطلاعات ونشریات کی زیر نگرانی ہے۔ یہاں ڈپلوما کورس کے علاوہ ورکنگ جرنلسٹوں کے لیے ریفریشر کورس کا بھی اہتمام ہے۔ اس کا ذریعہ تعلیم انگریزی ہے۔ چند سال قبل اس انسٹی ٹیوٹ نے اردو جرنلزم کورس شروع کرنے کا اعلان کیا تھا لیکن شاید اب بھی اس کی باضابطہ شروعات نہیں ہوئی ہے۔ بھارتی ودیا بھون (نئی دہلی) میں بھی جرنلزم ڈپلوما کورس کا اہتمام ہے۔

اس کے علاوہ ملک کی تقریباً تین درجن سے زائد یونیورسٹیوں میں جرنلزم کی پوسٹ گریجویٹ ڈگری کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جواہر لعل نہرو یونیورسٹی کے شعبہ اردو نے پروفیسر محمد حسن کے زمانے میں ماس میڈیا کا ڈپلوما سرٹیفکٹ کورس بھی شروع کر رکھا تھا۔ جامعہ ملیہ کا سنٹر آف ماس کمیونکیشن جرنلزم کے علاوہ الکٹرانک میڈیا خصوصاً ٹیلی ویژن پروڈکشن کی ٹریننگ بھی دیتا ہے۔ عثمانیہ یونیورسٹی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور چودھری چرن سنگھ یونیورسٹی (میرٹھ) میں بھی اردو میں جرنلزم کی پوسٹ گریجویٹ ڈگری کی تعلیم وتربیت کا اہتمام ہے۔ پٹنہ یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں بھی اردو صحافت کا پوسٹ گریجویٹ ڈپلوما کورس کا اہتمام ہوا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

Scanned with CamScanner

محمد عادل فریدی

اخبار جہاں

مہاجرین کے بحران کے لیے ترکی کو الزام دینا ناشکری: اردوغان

ترک صدر رجب طیب اردوغان نے یونانی وزیر اعظم کیریاکوس میتسوتاکس پر جھوٹ بولنے کا الزام عائد ہوئے کہا کہ مہاجرین کے بحران کے لیے ترکی کو مورد الزام ٹھہرانا ناشکری ہے۔ مسٹر اردوغان نے ہنگری کے وزیر اعظم وکٹر اوربان کے ساتھ ایک مشترکہ نیوز کانفرنس میں کہا: ''یہ کہنا واقعی ناشکری ہے کہ مہاجرین کا بحران ترکی کی وجہ سے ہے۔'' انہوں نے کہا کہ یہ یونان ہی ہے جو مہاجرین کو بحیرہ روم اور بحیرہ ایجیئن میں موت کے منہ میں دھکیلتا ہے۔ (یو این آئی)

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا میانمار کی صورتحال پر اظہار تشویش

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل (یو این ایس سی) نے میانمار کی صورتحال پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور ملک کے فوجی حکام سے تحمل سے کام لینے کی اپیل کی ہے، یو این ایس سی نے ایک بیان میں کہا کہ سلامتی کونسل کے رکن ممالک نے یکم فروری کو ہنگامی حالات کے اعلان کے بعد میانمار میں ہونے والی پیش رفت پر اپنی تشویش کا مکرر اظہار کیا اور فوج سے انتہائی تحمل سے کام لینے کی اپیل کی، بیان کے مطابق، اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے میانمار میں تشدد کے خاتمے اور جمہوری منتقلی کے لیے اپنی حمایت کا اعادہ کیا۔ (یو این آئی)

گلوبل وارمنگ 1.5 سینٹی گریڈ سے کم رکھنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرنا ہوگی، بورس جانسن

برطانیہ کے وزیر اعظم بورس جانسن نے گلاسگو میں سی او پی 26 ماحولیاتی کانفرنس کی پیش رفت سے متعلق لندن میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گلوبل وارمنگ 1.5 سینٹی گریڈ سے کم رکھنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرنی ہوگی۔ برطانوی وزیر اعظم نے کہا کہ موسمیاتی تبدیلیوں کو نہ روکا گیا تو ہم جانتے ہیں کہ اس کے نتائج کیا ہوں گے، ہم آنے والی نسلوں کو آب وہوا میں ہونے والی تبدیلی کو روک کر بہترین تحفہ دے سکتے ہیں۔ (یو این آئی)

پابندیاں ہٹادی جائیں تو بین الاقوامی برادری کے ساتھ تعاون کریں گے: ایران

ایران کے ایک سینئر رہنما نے کہا ہے کہ ایران ماحولیاتی تبدیلی سے متعلق تاریخی پیرس معاہدے کی توثیق صرف اسی صورت میں کرے گا جب اس پر عائد پابندیاں ہٹادی جائیں گی، ایران کے محکمہ ماحولیات کے سربراہ علی سلاجیگہ نے میڈیا کو بتایا کہ یہ پابندیاں ایران کے قابل تجدید توانائی جیسے شعبوں میں رکاوٹ کا باعث بن رہی ہیں۔ واضح رہے کہ ایران کاربن خارج کرنے والا دنیا کا آٹھواں بڑا ملک ہونے کے باوجود ان چند ممالک میں شامل ہے، جنھوں نے پیرس معاہدے کی توثیق نہیں کی، حالیہ برسوں کے دوران ایران میں کاربن کے اخراج میں اضافہ ہوا ہے کیونکہ بیرون ملک سے قابل تجدید توانائی میں سرمایہ کاری کافی کم ہوئی ہے۔ ایران کے صدر ابراہیم رئیسی گلاسگو میں جاری اقوام متحدہ کے موسمیاتی تبدیلی کے اجلاس میں شرکت کے لیے نہیں آئے تاہم اقتصادی پابندیوں کے خلاف آواز اٹھانے کے لیے ایرانی ٹیم اس اجلاس میں شریک ہوئی۔ علی سلاجیگہ نے پیرس موسمیاتی معاہدے پر کہا کہ یہ معاہدہ دوطرفہ ہونا چاہیے۔ انھوں نے کہا جب آپ پر سخت پابندیاں نافذ ہیں جو کسی بھی قسم کی درآمدات کی اجازت نہیں دیتیں حتیٰ کہ ادویات کی درآمد کی بھی اجازت نہیں، جو کہ بنیادی انسانی حق ہے۔ ایسی صورت میں تعاون کیسے ممکن ہے۔ (بی بی سی لندن)

تعلیم وروزگار

جامعہ ملیہ اسلامیہ کے طالب علم نے ای وائی کافٹا کیس چمپئن شپ 2021 میں پہلی رنر اپ پوزیشن حاصل کی

شعبہ الیکٹرانکس اینڈ کمیونی کیشن، فیکلٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹکنالوجی، جامعہ ملیہ اسلامیہ کے تیسرے سال کے طالب علم سید محمد بلال نے ارینیسٹ اینڈ ینگ (ای وائی) کی جانب سے مؤرخہ ۳/اکتوبر ۲۰۲۱ء تا ۷/نومبر ۲۰۲۱ء کو منعقدہ نیشنل کارپوریٹ مقابلہ، ای وائی کافٹا کیس چمپئن شپ (EY Cafta Case Championship 2021) کے دوسرے ایڈیشن میں بیسک اسٹریم (بیسکس آف رسک مینجمنٹ) کے پہلے رنر اپ کی پوزیشن حاصل کی ہے۔

قومی سطح پر ہونے والے اس اہم مقابلے کے بیسک اینڈ ایڈوانس اسٹریم کے جملہ زمروں میں کوئی پوزیشن حاصل کرنے والے بلال، جامعہ کے واحد طالب علم ہیں۔ اس ای وائی کافٹا کیس چمپئن شپ دو ہزار اکیس میں پورے ملک سے تین ہزار سے زیادہ کالج کے طلبا شریک ہوئے تھے۔ اس سال مقابلہ میں ہندوستان کے اہم اداروں جیسے کہ آئی آئی ٹی رورکی، آئی آئی ایم بنگلور، ایل ایس آر دہلی یونیورسٹی، این ایم آئی ایم ایس ممبئی وغیرہ سے بڑی تعداد میں طلبہ نے شرکت کی تھی۔ ای وائی کافٹا کیس چمپئن شپ قومی سطح کا کیس اسٹڈی مقابلہ ہے جسے بی اے اور ایم اے کے طلبہ کے لیے منعقد کیا جاتا ہے۔ شرکاء سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ متعلقہ شعبہ علم کی بھرپور معلومات رکھتے ہوں گے ساتھ ہی وہ تنظیم و ادارے اور بازار کی صورت حال کا باریک بینی سے مطالعہ اور تحقیق کر کے اہم کارپوریٹ کاروائی کی تجویز پیش کریں گے۔ سید محمد بلال کو پہلی رنر اپ پوزیشن حاصل ہونے کی وجہ سے انہیں ای وائی دفتر میں ایک مہینے تک راست انٹرنشپ کا موقع اور ای وائی کے مؤقر کافٹا (سرٹیفکٹ ان اپلائیڈ فینانس، ٹریزری اینڈ انالیٹکس) کورس کے لیے پچھتر فی صد اسکالرشپ بھی دی جائے گی۔ یہ کورس ماڈیول سو گھنٹے آموزش، چودہ ماڈیولز اور سات لرننگ سیشن پر مشتمل ہوگا۔ (بحوالہ نیوز۔ 18 اردو)

ایمس پٹنہ میں 158 عہدوں پر ہوگی بحالی، درخواستیں مطلوب

آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز (AIIMS) پٹنہ نے فیکلٹی کے عہدوں پر بحالی کے لیے امیدواروں سے درخواستیں طلب کی ہیں۔ اہل امیدوار جو ان عہدوں کے لیے آن لائن درخواست دینا چاہتے ہیں وہ AIIMS پٹنہ کی آفیشل سائٹ aiimspatna.org کے ذریعے درخواست دے سکتے ہیں۔ یہ بھرتی مہم مختلف محکموں میں 158 فیکلٹی کی خالی جگہوں کو پر کرے گی۔ امیدوار روزگار کی خبروں پر اشتہار کی اشاعت کی تاریخ سے 21 دنوں کے اندر درخواست دے سکتے ہیں، یعنی آخری تاریخ 27 نومبر 2021 ہے۔ اہلیت، انتخاب کے عمل اور دیگر تفصیلات کے لیے ویب سائٹ پر محکمہ سے شائع نوٹیفکیشن کو غور سے پڑھیں۔

درخواست دینے کا طریقہ: امیدوار سرکاری ویب سائٹ سے درخواست فارم ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں اور ضروری دستاویزات بشمول تصویر، دستخط، تاریخ پیدائش، زمرہ سرٹیفکیٹ، اہلیت، ایم سی آئی رجسٹریشن ایم بی بی ایس، ایم سی آئی رجسٹریشن پی جی، تجربہ سرٹیفکیٹ اپ لوڈ کر سکتے ہیں۔ بھرا ہوا درخواست فارم ریکروٹمنٹ سیل، ایمس پٹنہ، پھلواری شریف، پٹنہ-801507 پر بھیجا جانا ضروری ہے۔

درخواست کی فیس: جنرل اور او بی سی زمرے کے امیدواروں کو 1500 اور EWS/ST/SC زمرے کے امیدواروں کو 1200 روپئے ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ جسمانی معذور امیدواروں کے لیے کوئی فیس نہیں ہے۔

نوجوانوں میں بڑھتا نشے کا رجحان ...... کہاں جائے گی ہماری نئی نسل: مولانا محمد شبلی القاسمی

ائمہ کرام اپنی تقریروں میں اس اہم مسئلہ کی طرف لوگوں کو متوجہ کریں، نوجوانوں کو نشے کی لت سے نکالنا وقت کا سب سے بڑا چیلنج

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ معاشرتی اور سماجی برائیوں میں سب سے زیادہ خطرناک نشے کی لت ہے۔ یہ ایک ایسی سماجی برائی ہے، جو سیکڑوں دیگر سماجی برائیوں کو جنم دیتی ہے اور کسی بھی معاشرہ کو بگاڑنے اور نقصان پہونچانے میں سب سے بڑا کردار ادا کرتی ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ اس وقت اس برائی نے بہت ہی بھیانک شکل اختیار کر لی ہے۔ پہلے تو صرف شراب، تاڑی اور تمباکو جیسے نشے ہی تھے لیکن اب روز ایک سے ایک نئی نئی قسم مہلک نشے کی ایجاد ہو رہی ہے اور نوجوان اس نشے میں غرق ہوتے جا رہے ہیں، نشے کے کاروباری تمباکو اور بھانگ سے لے کر، زہریلی شراب، گانجہ، چرس، افیم، ہیروئین، براؤن شوگر، ڈرگس اور نہ جانے کیا کیا کچی عمر کے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں بانٹ رہے ہیں اور بڑی آسانی سے موت کا سودا کر رہے ہیں۔ نشے کے اس گندے نالے میں ان کی عزت و ناموس، مال دولت، عقل وشعور، صحت اور اخلاق و کردار، آرام وسکون، بیوی بال بچے، گھر بار، خاندان سب ڈوب رہے ہیں۔ شریعت میں نشے کی حرمت کی وجہ سے اب مسلمانوں میں یہ برائی بہت کم تھی، لیکن جیسے جیسے ہمارے نوجوانوں کے اندر دین سے دوری اور شریعت بیزاری کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے، نشے کی لت بھی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ ادھر چند سالوں میں ایسا دیکھا جا رہا ہے کہ ہمارے بچے بھی بہت تیزی سے نشے کے عادی ہوتے جا رہے ہیں اور سرکاری پابندیوں اور تمام تر دعوتی و اصلاحی کوششوں کے باوجود اس بیماری میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

مولانا نے اپنے بیان میں مزید کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جتنی نعمتیں عطا کی ہیں، ان میں عقل وشعور کی نعمت اور فکر وعمل کی دولت نہایت ہی اہم ہے، اگر کسی انسان کے عقل وفکر پر پردہ پڑ جائے تو اس سے کسی صالح انقلاب کی امید نہیں کی جا سکتی ہے، بلکہ ایسا انسان معاشرہ وسماج کے لیے دردسر بن جاتا ہے، اس کے کردار وعمل سے فتنہ وفساد اور قتل و غارت گری کا بازار گرم ہونے لگتا ہے، عہد جاہلیت کی تاریخ بتاتی ہے کہ مختلف قبائل کے درمیان خانہ جنگی کا جو لامتناہی سلسلہ جاری تھا اس کے پس پردہ شراب نوشی کی عادت ولت تھی، جس نے نسلوں اور خاندانوں تک کو تباہ وبرباد کر دیا۔ پھر جب عرب کی سرزمین پر اسلام کی شعاع پھیلی تو اس نے مختلف اصلاحی کاموں کے ساتھ عقل انسانی کو اعتدال و توازن پر رکھنے کے لیے ہر ایسی ماکولات ومشروبات کو ناجائز وحرام قرار دیا جو عقل وشعور کو مجروح کرنے والی ہوں اور اس کو ناپاک اور شیطانی عمل سے تعبیر کیا اور فرمایا: ''شراب نوشی، جوابازی، بت پرستی اور نیزوں سے فال نکالنا، یہ سب گندے اور ناپاک کام ہیں اور شیطان کے کاموں میں سے ہیں۔ اس لیے تم ان کاموں سے پرہیز کرو۔'' (سورہ مائدہ آیت۔۹۰) اگر تم اس سے باز نہ آئے اور شراب وکباب میں لگے رہے تو شیطان اس کے ذریعہ سے تمہارے آپس کے تعلقات کو خراب وبرباد کر دے گا۔'' دوسری جگہ ارشاد فرمایا ''شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوے سے تمہارے اندر عداوت اور بغض وفساد ڈال دے اور تمہیں خدا کی یاد اور نماز سے روک دے، سو تم باز آ جاؤ۔'' (سورہ مائدہ آیت۔۹۱) ایک حدیث قدسی میں یہ بھی فرمایا گیا کہ ''اللہ نے یہ عہد کر لیا ہے کہ جس نے نشہ والی چیز کا استعمال کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن دوزخیوں کا پیپ پلائے گا۔'' (نعوذ باللہ من ذٰلک)

لیکن بدقسمتی ایسی کہ ان تشدیدی وعیدات کے باوجود سماج کا ایک طبقہ اب بھی شراب نوشی اور نشے کی دوسری چیزوں کا عادی بنا ہوا ہے، سڑکوں اور چوک چوراہوں پر نشہ میں دھت رہتا ہے، اس طرح کے دلخراش مناظر سے ہر صالح طبیعت میں تکدر پیدا ہوتا ہے۔ بہار میں شراب پر پابندی ہے، اس بارے میں نتیش کمار کی حکومت یقیناً تعریف کے قابل ہے کہ اس نے شراب سے ہونے والے کثیر مادی نفع اور بڑے زرمبادلہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے شراب پر مکمل پابندی لگا دی ہے۔ لیکن ہندوستان میں قانون کو توڑنے والے قانون شکنی کی کوئی نہ کوئی صورت نکال ہی لیتے ہیں۔ شراب بند ہونے کے باوجود دھڑلے سے دیسی اور زہریلی شرابیں لوگوں تک پہونچ رہی ہیں، اکثر جگہوں پر انتظامیہ اور پولیس کی ملی بھگت بھی شامل ہوتی ہے۔ روزانہ اخبارات کے صفحے زہریلی شراب کی وجہ سے ہونے والی موتوں سے بھرے رہتے ہیں، ابھی حال ہی میں دیوالی کے موقع سے سمستی پور میں بیسیوں افراد زہریلی شراب پی کر لقمۂ اجل ہو گئے۔

جنہیں شراب میسر نہیں وہ نشے کی دوسری چیزوں کو استعمال کر رہے ہیں، گانجہ، بھانگ، چرس، براؤن شوگر، افیم، ڈرگس کے زہریلے انجکشن حتی کہ ٹیوب چپکانے والا سولیشن اور کھانسی کی سیرپ تک کو دس دس بارہ بارہ سال کے لڑکے دھڑلے سے استعمال کر رہے ہیں اور اپنی صحت کے ساتھ کھلواڑ کر رہے ہیں۔ آپ کو جان کر حیرانی ہوگی کہ جب میں نے ایک بلاک کے بارے میں یہ جاننے کی کوشش کی کہ کتنے نوجوان نشے کی لت میں مبتلا ہیں تو مجھے معلوم ہوا کہ صرف پھلواری شریف بلاک میں دس ہزار سے زیادہ نوجوان بالخصوص کم عمر کے لڑکے اس کی لپیٹ میں آ گئے ہیں۔ جب ایک بلاک کا یہ حال ہے تو پورے صوبے اور پورے ملک کا کیا حال ہوگا۔

ضرورت ہے کہ نوجوانوں کو نشے کی اس لت سے نکالنے کے لیے سماجی طور پر ایک منظم مہم چلائی جائے اور سماج میں اس کے لیے بیداری پیدا کی جائے۔ گارجین حضرات بھی اپنے بچوں پر نظر رکھیں۔ ائمہ کرام سے بھی اپیل ہے کہ اپنی تقریروں میں اس مسئلہ کی طرف توجہ دلائیں اور نشے کے دنیاوی واخروی نقصانات سے نوجوانوں کو واقف کرائیں۔ ان شاء اللہ امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی اجازت سے جلد ہی امارت شرعیہ نشے کے خلاف ریاست گیر مہم شروع کرے گی۔ اگر ہم اپنی کوششوں سے کچھ زندگیاں بھی بچا پائے تو یہ بڑی کامیابی ہوگی۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

تعلیمی ترقی اور انصاف کی راہ کو آسان بنانا امارت شرعیہ کی اولین ترجیح: مولانا محمد شمشاد رحمانی

امارت شرعیہ ملت کا ایک عظیم سرمایہ ہے، اس نے اپنے قیام سے لےکر اب تک ملت کی فلاح و بہبود اور اس کی تعمیر و ترقی کے لئے مختلف جہتوں سے جو کوششیں کی ہیں وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے، اس وقت بھی امارت شرعیہ حالات اور ملت کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے مضبوطی کے ساتھ سرگرم سفر ہے، اس وقت موجودہ امیر شریعت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی کی سربراہی میں امارت شرعیہ کے تمام شعبوں کو مضبوطی کے ساتھ آگے بڑھانے کا کام جاری ہے خاص طور پر حضرت امیر شریعت کی توجہ تعلیم وار القضاء کے نظام کو وسعت دینا ان کی اولین ترجیحات میں شامل ہے اس سلسلے میں بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ تینوں صوبوں کے اندر تعلیمی اور دار القضاء کے نظام کو پھیلانے کی عملی جدو جہد جاری ہے، اس وقت رانی گنج میں میری حاضری اسی مناسبت سے ہوئی ہے امید ہے کہ علاقہ کے تعاون سے اور امارت شرعیہ کی فکرمندی سے یہاں جلد ہی اسکول کا قیام عمل میں آئے گا، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کے نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نے گذشتہ ۸ر نومبر ۲۰۲۱ء کو شہر رانی گنج ضلع ارریہ میں اسکول کے تعلق سے منعقد علاقہ کے خواص کے درمیان کیا، انہوں نے موجودہ امیر شریعت کے تعلیمی تجربات اور ہمہ جہت سوچ کا بھی تذکرہ کیا اور کہا کہ علاقہ کے مسلمان مستعد رہیں تو ان شاء اللہ کام بہت جلد آگے بڑھے گا، موصوف نے اس موقع پر مؤثر دعاء فرمائی، اس میٹنگ میں امارت شرعیہ کے نائب ناظم مفتی محمد سہراب ندوی، قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ ارریہ مفتی محمد عتیق اللہ رحمانی، قاری ارشاد رحمانی کے علاوہ شہر رانی گنج اور اطراف کی آبادی ڈومریا، رام پور، حسن پور، ڈاک بنگلہ، جگتہ وغیرہ کے معززین نے شرکت کی، مفتی نعیم، مکھیا توحید، اکبر علی، مولانا شفیع، قاری حسیب، مفتی دلشاد احمد، مفتی جمشید، مفتی مشرف، مولانا مجاہد علی انور اسکول، وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

قوم کے نونہالوں کی تعلیمی ترقی کے لیے امیر شریعت کا اقدام وقت کی ضرورت: مولانا محمد شبلی القاسمی

امارت شرعیہ میں دسویں بورڈ کی تیاری کے لیے کوچنگ سنٹر کا قیام تعلیمی میدان میں نئی جہت کا آغاز

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی قیادت میں امارت شرعیہ نے تعلیمی میدان میں نئے وژن کے ساتھ قدم آگے بڑھایا ہے۔ ان شاء اللہ اس سے نئی جہتوں کا آغاز ہوگا۔ اور قوم کے نونہالوں کو مختلف اسٹریم میں عمدہ کارکردگی دکھانے کے لیے مناسب رہنمائی اور گائڈ لائن ملے گا۔ قائم مقام ناظم صاحب نے مزید کہا کہ کسی بھی قوم کی ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ تعلیم ہے، تعلیم کی سیڑھی پر چڑھ کر ہی کامیابیوں کے آسمان پر پہونچا جا سکتا ہے۔ اسی لیے حضرت امیر شریعت مدظلہ نے پہلے دن سے ہی تعلیمی ترقی کو امارت کے لئے اولین ترجیحی ایجنڈا بنایا ہے۔ آپ کی سوچ ہے کہ ملت کا ہر بچہ اسلامی ماحول میں معیاری تعلیم حاصل کرے اور ملک و ملت کی خدمت انجام دے، اس فکر کو عملی جامہ پہنانے کے لیے حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت پر امارت شرعیہ کے پلیٹ فارم سے کئی منصوبوں کا آغاز ہو چکا ہے، جس میں امارت کے دائرہ کار کے تمام اضلاع میں دینی مکاتب کے قیام اور پرائمری، مڈل اور سینئر سکینڈری کے معیاری اسکولوں کے قیام کا روڈ میپ تیار کیا جا رہا ہے، اس کے ساتھ ہی حضرت امیر شریعت کی ہدایت پر ان طلبہ و طالبات کے لیے جو 2022 میں میٹرک کا امتحان دینے والے ہیں امارت شرعیہ کے کیمپس میں دسویں بورڈ (بہار بورڈ اور سی بی ایس ای) کی بہتر تیاری کے لیے امارت جونیئر پروگرام کے تحت چار ماہ کا کریش کورس (Crash Course) شروع کیا گیا ہے۔ جہاں ماہر اساتذہ کے ذریعہ بورڈ امتحان کی تیاری کرائی جائے گی، یہ حقیقت ہے کہ پچھلا دو تعلیمی سال لاک ڈاؤن کی وجہ سے بری طرح متاثر ہوا ہے۔ اس درمیان، خاص طور پر مائنوریٹی کے طلبہ و طالبات کا بڑا تعلیمی نقصان ہوا۔ اسکولوں و کوچنگ سنٹروں کے بند رہنے کی وجہ سے ان کی تعلیم پر بہت برا اثر پڑا ہے اور امتحان کی تیاری کے سلسلہ میں مناسب رہنمائی اور تیاری نہیں ہو پائی ہے۔ آگے کی تعلیم کے لیے کسی بھی اچھے پلس ٹو اسکول یا کالج میں مطلوبہ اسٹریم میں داخلہ کے لیے میٹرک میں اچھے نمبرات سے کامیاب ہونا بہت ضروری ہے۔ اس لیے ایسے طلبہ و طالبات کی ضرورت کا خیال کرتے ہوئے امارت شرعیہ کے زیر اہتمام میٹرک کے امتحان کی تیاری کا نظم امارت شرعیہ کے کیمپس میں واقع ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کی عمارت میں کیا گیا ہے۔ اس پروگرام میں طلبہ و طالبات کے لیے علحدہ علاحدہ کلاسوں کا نظم کیا جائے گا، اور اسلامی ماحول میں بورڈ میں امتحان کی بھرپور تیاری کرائی جائے گی، موصوف نے امید ظاہر کی ہے کہ اس پروگرام میں شریک ہوکر طلبہ و طالبات کے لیے بورڈ امتحان میں امتیازی نمبرات سے کامیاب ہونے کی راہ کھلے گی، اور ان شاء اللہ آئندہ بھی امارت شرعیہ کے ذریعہ اس طرح کے پروگرام چلائے جائیں گے اور مقابلہ جاتی امتحانوں کی تیاری کا نظم بھی کیا جائے گا۔ حضرت امیر شریعت کے اس وژن کو کامیاب بنانے کے لیے امارت شرعیہ کی پوری ٹیم بشمول حضرت نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب مدظلہ شب و روز مشغول ہیں۔ اس پروگرام میں ملت کے تمام افراد کے تعاون کی ضرورت ہے۔

زندہ قوم اپنے وسائل اور صلاحیتوں سے آگے بڑھتی ہے: محمد سہراب ندوی

تاریخ بتاتی ہے کہ اس کائنات عالم میں جس قوم نے اپنی عظمت و ترقی کی تاریخ لکھی ہے اس نے اپنی عظمت اور ترقی کے حصول میں سب سے پہلے اپنے وسائل اور صلاحیتوں کو کام میں لایا ہے، دوسروں کے سہارے اور بیساکھی کے بھروسے پر جینے والی قوم کبھی بھی ترقی کی بلند منزلوں تک نہیں پہونچ سکی ہے، اس وقت ملک کے مسلمان حالات کے گھیرے میں ہیں، دشمن طاقتیں اس کے وجود اور دین وایمان دونوں سے کھلواڑ کے درپے ہیں، ایسے حالات میں ملت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اپنے پاس موجود وسائل اور صلاحیتوں کو کام میں لاکر آگے بڑھے، یہی وہ پیغام ہے جو امارت شرعیہ موجودہ وقت میں ملت کے ہر فرد تک پہونچا رہی ہے، اس وقت مسلمانوں کے سامنے سب سے بڑا چیلنج نئی نسلوں میں ایمان اور تہذیب اسلامی کی حفاظت اور دنیاوی علوم میں مثالی اور معیاری مقام حاصل کرنا ہے، ان دونوں چیلنجوں کا مقابلہ ملت اسلامیہ ہندیہ کو اپنے پاس موجود وسائل اور صلاحیتوں ہی سے کرنا ہوگا۔ اسی فکر کی بنیاد پر امارت شرعیہ کے موجودہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے نئی نسل کے دین وایمان کی حفاظت کے لئے مکاتب کے قیام اور معیاری عصری تعلیم کے لئے امارت پبلک اسکول کے نظام کو پھیلانے پر خاص توجہ دی ہے، اس وقت دفتر دار القضاء رامپاڑہ کٹیہار میں آپ ائمہ کرام کی یہ میٹنگ اسی لئے رکھی گئی ہے، تاکہ پہلے مرحلہ میں شہر کٹیہار کے تمام محلوں میں دینی مکاتب کی صورتحال کو جاننے کے ساتھ جہاں مکتب نہیں ہے وہاں خود کفیل دینی مکتب کے قیام کی شکلوں پر غور کیا جاسکے، دوسری طرف دار القضاء رامپاڑہ کی بالائی منزل میں اسی سال امارت پبلک اسکول کے قیام اور تعلیم کے آغاز کو عملی جامہ پہنایا جاسکے، اس سلسلہ میں میں حسب اجازت نائب امیر شریعت حضرت مولانا شمشاد رحمانی صاحب و قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی امارت کے علماء کا ایک وفد بھی کٹیہار پہونچ چکا ہے، یہ باتیں امارت شرعیہ کے نائب ناظم حضرت مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی صاحب نے دفتر دار القضاء کٹیہار میں منعقد مورخہ ۱۱ر نومبر ۲۰۲۱ء کو شہر کٹیہار کے ائمہ وعلماء کے سامنے کہیں، مجلس میں موجود حاضرین نے اس پیغام کو وقت کی ضرورت سمجھ کر حوصلہ مندی کے ساتھ قبول کیا، اور پندرہ دنوں کے اندر مکاتب کے جائزے کا کام مکمل کرنے اور اسکول کی عمارت کی تکمیل کے کام میں بھرپور تعاون دینے اور دلانے کا عہد کیا، میٹنگ کی ابتداء تلاوت کلام پاک سے ہوئی اور اس میں شریک درج ذیل حضرات نے نام قابل ذکر ہیں، جناب قاضی شمشیر احمد صاحب مظاہری قاضی شریعت، مفتی عبدالحق قاسمی نائب قاضی شریعت، مولانا بدر الدجیٰ صاحب، مولانا منظور صاحب، مفتی مرغوب صاحب، مولانا شبان صاحب، مولانا نسیم صاحب، مولانا ریاض شفا فاطمی صاحب، قاری جاوید صاحب، مولانا علی حسن صاحب، مولانا طارق انور صاحب، مولانا ظفر حسین صاحب، مولانا قیصر صاحب، مولانا عباس مظاہری صاحب۔

نکاح کو آسان بنانے، نوجوانوں کو مرتد ہونے سے روکنے کے اقدامات

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی صدارت میں مشاورتی اجلاس علمائے کرام ودانشوران کی شرکت

کارگزار جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے کہا کہ آسان ومسنون نکاح کو عام کریں اور مسلم لڑکے لڑکیوں کو ارتداد سے کیسے بچائیں کے موضوع پر مشاورتی اجلاس حیدرآباد اذان اسکول ٹولی چوکی میں منعقد کیا گیا، انھوں نے کہا کے اس اجلاس میں علماء کرام اور دیگر نے ان دونوں موضوع پر مسلمانوں میں شعور بیداری مہم چلانے اور دیگر مفید مشورے دیئے ہیں، انہوں نے کہا کہ ان مفید مشوروں پر غور وخوض کرنے کے لئے پانچ رکنی کمیٹی تشکیل کی گئی ہے، اس کمیٹی کے کنوینر مفتی محمد رفیع الدین رشادی، جوائنٹ کنوینر مولانا سید مصباح الدین، مفتی شاہد قاسمی، مفتی محمود زبیر قاسمی، مفتی تجمل حسین کو مقرر کیا گیا ہے، اس کمیٹی کے سرپرست امیر ملت اسلامیہ تلنگانہ اے پی مولانا حسام الدین جعفر پاشاہ ہوں گے۔ کمیٹی کے ارکان تمام تجاویز کو مرتب کریں گے، کمیٹی کے ارکان کی جانب سے جمعہ کے اجتماعات میں آئمہ کرام جہیز کی لعنت اور مسلم لڑکے لڑکیوں کو ارتداد سے بچنے سے متعلق معلومات فراہم کریں گے، مدارس اور کالجس کو جا کر نوجوانوں میں شعور بیداری خواتین کے اجتماعات وغیرہ کے بارے میں لائحہ عمل مرتب کیا جائے گا، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے کہا کہ مسلم پرسنل لا بورڈ کی جانب سے اصلاح معاشرہ کے موضوع پر دو روز ورکشاپ بھی رکھا جائے، انہوں نے کہا کہ علمائے کرام ہی اصلاح معاشرہ کا کام کر سکتے ہیں، وہ ہمارے معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں اور غلط فہمیوں کو دور کر سکتے ہیں، اجلاس سے خطاب کرنے والوں میں ڈاکٹر اسماء زہرہ صدر ویمنس ونگ مرکزی مسلم پرسنل لا بورڈ، مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن، مولانا حامد محمد خان امیر جماعت اسلامی ہند تلنگانہ، مولانا مفتی صادق محی الدین، مولانا احمد عبداللہ طیب، مولانا کلیم الرحمٰن اطہر ندوی، مولانا آصف عمری امیر جمعیۃ اہل حدیث، مولانا احسن الحمومی خطیب مسجد باغ عامہ، مولانا عبدالقوی، مفتی عبدالودود مظاہری، مولانا فصیح الدین ندوی، مفتی شاہد علی قاسمی، مفتی تجمل حسین، مفتی محمود زبیر قاسمی، مولانا غیاث احمد رشادی، مولانا ومیض احمد ندوی، مولانا نعیم کوثر محبوب نگر، مولانا مظہر قاسمی کورٹلہ، مولانا ایوب قاسمی ورنگل، مفتی مسعود قاسمی منچر یال، مولانا عبدالبصیر رشادی نلگنڈہ، مولانا عتیق قاسمی ظہیر آباد، مولانا طلال الرحمٰن دیگر شامل ہیں، مقررین نے کہا کہ آسان و مسنون نکاح کا نفاذ کیسے کریں اور مسلم لڑکے لڑکیوں کو ارتداد سے کیسے بچائیں ان سے متعلق تجاویز پیش کئے، انہوں نے کہا کہ تمام علمائے کرام کو متحد ہوکر ہمارے معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں بالخصوص جہیز کی لعنت کے بارے میں شعور بیداری مہم چلانا چاہئے۔ مولانا شاہ جمال الرحمٰن کی دعا پر مشاورتی اجلاس کا اختتام ہوا، مفتی محمد رفیع الدین رشادی نے نظامت کے فرائض انجام دیئے، مولانا سید مصباح الدین نیر، امیر ملت اسلامیہ تلنگانہ واے پی مولانا حسام الدین جعفر پاشاہ صدر نشین اذان اسکول ڈاکٹر یوسف اعظم کے علاوہ دیگر موجود تھے۔

حکومت وسیم رضوی کے خلاف قانونی کارروائی کرے اور مذاہب کے مقدسات کے احترام سے متعلق خصوصی قانون بنائے

مسلمانوں کو چاہئے کہ برادران وطن کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے روشناس کرائیں

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کارگزار جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا بیان

پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت تعریف وتوصیف کی محتاج نہیں، مسلمانوں نے ہی نہیں، منصف مزاج غیر مسلم اہل علم نے بھی آپ کے کمالات اور ہمہ جہت محاسن کا اعتراف کیا ہے، ہندوستان کے بڑے بڑے قومی رہنماؤں اور ہندو مذہب کی نمائندہ شخصیتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو رول ماڈل اور مثالی شخصیت قرار دیا ہے، اور متعدد ہندو شعراء نے آپ کی شان میں ایک سعادت سمجھ کر نعتیہ اشعار کہے ہیں، اگر کوئی شخص آپ کے بارے میں گستاخی کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ خود اپنی خباثت کو پیش کرتا ہے، اور چاند پر تھوکنے کی کوشش کرتا ہے، افسوس کہ ایک دریدہ دہن شخص وسیم رضوی مسلسل اس بے ہودہ حرکت کا مرتکب ہو رہا ہے، وہ نہ صرف مسلمانوں کی دل آزاری کر رہا ہے؛ بلکہ اس کی یہ حرکت ملک کے امن ویکجہتی کو نقصان پہنچانے والی اور دستور وآئین کو ٹھیس پہنچانے والی ہے، ملک کا قانون کسی بھی مذہب کی مقدس شخصیتوں کی اہانت کی اجازت نہیں دیتا، اور مذہبی جذبات کے احترام کے سلسلہ میں ہندوستان کی ایک روشن تاریخ رہی ہے، نہ مسلمانوں نے کبھی برادران وطن کی مقدس شخصیتوں اور کتابوں کے بارے میں کوئی نازیبا لفظ استعمال کیا اور نہ برادران وطن نے مسلمانوں کی مقدس شخصیتوں کے سلسلے میں کوئی دل آزار بات کہی؛ اس لئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ حکومت اتر پردیش اور حکومت ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فوری طور پر وسیم رضوی کو گرفتار کرے، اس کی نفرت انگیز حرکت پر قانونی کارروائی کرے، اور قرار واقعی سزا دے، نیز مسلمانوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ سیرت کی ایسی مجلسیں منعقد کریں، جن میں برادران وطن کو خصوصی اہتمام سے مدعو کیا جائے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی سیرت ان کے سامنے پیش کی جائے، بالخصوص آپ کی اخلاقی تعلیمات کو نمایاں کیا جائے، اور ان کی غلط فہمیوں کو دور کیا جائے، ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں وہ تمام مذاہب کی مقدسات کے احترام سے متعلق خصوصی قانون بنائے اور اس کی خلاف ورزی کو سنگین جرم قرار دے۔

Scanned with CamScanner

شخصیت کی تعمیر و تشکیل پر توجہ دیجئے

عارف عزیز

انسان کی شخصیت صرف وضع وقطع کا نام نہیں، نہ اچھے لباس پہن لینے اور چلنے پھرنے کے سلیقے کے موزوں طریقے سے شخصیت کی تکمیل ہوتی ہے، انسانی شخصیت کی تعمیر وتشکیل (پرسنالٹی) کے لئے مذکورہ ظاہری صفات کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں داخلی خوبیوں کا ارتقا ہو، کیونکہ جس طرح سورج اپنی روشنی سے، درخت اپنے پھل وپھول سے، عطر اپنی خوشبو سے پہچانا جاتا ہے، اسی طرح انسان اپنے عادات واطوار سے خود کو منواتا ہے، دنیا کے سارے جانداروں میں انسان کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ وہ تعلیم وتربیت سے آراستہ ہوتا ہے، اُس میں ایک سے بڑھ کر ایک خوبیاں ہوتی ہیں مثال کے طور پر حسنِ اخلاق، حسنِ معاملات، سچائی وصداقت، تواضع وانکساری، عزم وحوصلہ، سنجیدگی وبرداشت اور ایفائے عہد جیسی صفات پائی جاتی ہیں۔ دوسری طرف اُس کے اندر ایسی کمزوریاں بھی راہ پاتی ہیں جو شخصیت کو تباہ کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں، جن کو ہم چار حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں ایک اخلاقی کمزوری، دوسری معاملات کی کمزوری، تیسری جسمانی کمزوری، چوتھی نفسیاتی وذہنی کمزوری۔

انسان کی سب سے اہم خوبی حسنِ اخلاق ہے اِس کا دائرہ کافی وسیع ہے، اِس میں خوش کلامی بھی آتی ہے یعنی اپنی زبان کا موزوں استعمال، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ "پہلے تولو پھر بولو"، اِتنا ہی نہیں زبان کی شیرینی کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ غیروں کو بھی اپنا بنالیتی ہے، زبان کے بارے میں ایک کہاوت یہ بھی مشہور ہے کہ "تیر کا زخم تو بھر جاتا ہے لیکن زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کا زخم ہمیشہ ہرا رہتا ہے" واقعی ہم غور کریں تو یہ بڑی حیرت انگیز بات لگتی ہے کہ زبان میں ہڈی نہیں ہوتی، یہ گوشت کا ایک معمولی لوتھڑا ہے، پھر بھی زبان اتنی طاقت رکھتی ہے کہ کسی کا بھی سینہ چھلنی کرسکتی ہے اور اِس سے بہت آسانی کے ساتھ دوسرے کا دل ودماغ متاثر ہوسکتا ہے، بے شمار لوگ ہمارے سماج میں ایسے ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ زبان سے پھول بھی جھڑتے ہیں اور خوشبو بھی آتی ہے، لوگوں کا دل بھی خوش ہوتا ہے اور اُن کو دکھ بھی پہونچ سکتا ہے، یہی حال انسانی معاملات کا ہے کہ اُن کی وجہ سے جہاں انسان کو عزت، احترام اور وقار حاصل ہوتا ہے، وہیں اِن کے بگاڑ کی وجہ سے وہ لوگوں میں غیر مقبول، ناپسندیدہ، گرا ہوا انسان سمجھا جانے لگتا ہے کیونکہ انسان اور سماج کے آپسی رشتوں کو اچھے بنانے کے لئے معاملات کا درست ہونا بہت ضروری ہے، معاملات صحیح ہوں گے تو انسان سچائی وصداقت کا دامن بھی تھامے رکھے گا، اُس میں تواضع و انکساری بھی پائی جائے گی اور عزم وحوصلہ بھی نظر آئے گا، سنجیدگی وبرداشت اور وعدہ نبھانے کی خوبیوں سے بھی وہ آراستہ ہوگا۔

انسانی شخصیت کی ظاہری خوبیاں لوگوں کو تھوڑے عرصہ کے لئے متاثر کرتی ہیں اور اگر باطنی صفات نہ ہوں تو اُن کا بھرم جلد کُھل جاتا ہے اور متاثر کرنے کا عمل وقتی ہوتا ہے، اگر انسان کی شخصیت میں اچھے اخلاق وکردار کا عمل دخل ہو تو وہ ہر ایک کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے، اِس لئے علم، تجربہ، جاذبیت، اخلاق اور کردار کے ساتھ ہی انسان کی شخصیت بنتی اور دوسروں کو متاثر کرتی ہے۔

شخصیت درحقیقت نام ہے ظاہری اور اندرونی صلاحیتوں کا، اگر کوئی انسان صرف ظاہری خوبیوں کا مالک ہے تو اُس کے اثرات دیرپا نہیں ہوتے، جلد ہی اُس کی کمزوریاں سامنے آجاتی ہیں۔ اچھے اخلاق ظاہری طور طریقے کا نام نہیں بلکہ اِس کے ذریعہ باطنی کردار اور عمل میں بھی خوبیاں پیدا ہونا چاہئے۔ دنیا کی تمام تعلیمات، سبھی مذاہب اور فلسفوں کا نچوڑ بھی یہی ہے کہ انسان خود کو ظاہری اور باطنی دونوں پہلوؤں سے بہتر بنائے، ساتھ ہی اُس کی کمزوریوں کا خاتمہ ہو، انسانی شخصیت میں عیب پیدا ہونے کی بنیادی وجہ انسان کی اخلاقی کمزوریاں، بُری عادتیں اور خودغرضی ہوتی ہے، جن پر قابو پاکر انسان خود کو بہتر بنا سکتا ہے۔ اِسی طرح قومیں انسانوں سے بنتی ہیں اور دنیا میں جتنی قومیں ہیں ان کی فطرت یکساں نہیں، یہی وجہ ہے کہ کچھ قومیں مثالی اور بعض غیر مثالی تسلیم کی جاتی ہیں کچھ قومیں اپنی وضع داری خاطر داری اور مہمان نوازی کی مثال ہیں اِن میں ہمارا ملک ہندوستان اپنی اہم حیثیت رکھتا ہے یہاں کے انسان خاطر مدارات اور مہمان نوازی میں اپنی مثال آپ ہیں اِس سرزمین کا ایک حصّہ بھوپال ہے، مجھے خوشی اور فخر ہے کہ میں بھوپال میں پیدا ہوئی اور یہاں کی بڑی جھیل کا پانی پیا، یہاں کی چکنی مٹی اور پتھریلے اُتار چڑھاؤ زندگی میں بہت دیکھے میری جو کچھ بھی شخصیت یا حیثیت ہے، اِس میں بھوپال شہر کا بڑا حصّہ ہے۔ خود اپنے شہر کی تعریف کروں اِس سے زیادہ مناسب یہ ہے کہ جو دانشور بھوپال آئے اُن کا نظریہ ایک جملہ میں بیان کروں جو یہ ہے کہ "بھوپال کی مٹی انسان کے قدم پکڑ لیتی ہے اور یہاں کا پانی آبِ رواں نہیں بلکہ تالاب میں ٹھہرا ہوا ہے مگر اُس میں ہلچل رہتی ہے"، اِن دو خصوصیتوں نے بھوپال کے لوگوں کو مہمان نواز اور زندگی میں قناعت کرنے والا بنادیا ہے، یہی دو خوبیاں ہیں جو بھوپال کو دیگر علاقوں سے کچھ الگ ممتاز بناتی ہیں۔ مختصر یہ کہ اِن دو خوبیوں نے بھوپالیوں کو قناعت پسند اور مہمان نواز بنادیا اگر قدیم بھارت کا تصور کریں تو بھوپال بھی ایک ملک ہوا کرتا تھا یہاں کے عوام کی شخصیت کو اُس کی مٹی اور اُس کے پانی بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

میں نے اپنے بچپن میں ایک کہانی پڑھی تھی آپ کو بھی سناتا ہوں، ایک اونچے پہاڑ سے پانی کا جھرنا نکل کر بہہ رہا تھا جو آگے چل کر چھوٹی سی ندی بن گیا، یہ چھوٹی سی ندی ایک بڑے میدان سے گزر رہی تھی، اِس میدان میں ایک آدمی کھڑے ہوکر بہتی ندی کو دیکھ رہا تھا، اُس کی نظر پانی کے ساتھ ساتھ بہتے ایک بچھو پر پڑی تو اُس کے دل میں بچھو کے لئے ہمدردی پیدا ہوئی کہ کہیں یہ پانی میں بہہ کر مر نہ جائے، اُس آدمی نے پانی میں ہاتھ ڈال کر بچھو کو نکال لیا، لیکن بچھو نے اپنی عادت کے مطابق اُس کو ڈنک مارنے کی کوشش کی تو اُس نے گھبرا کر اُسے چھوڑ دیا، بچھو پانی میں گرگیا، اُس آدمی کو پھر بچھو پر رحم آیا تو اُس نے ہاتھ بڑھا کر اُسے دوبارہ اُٹھانے کی کوشش کی، بچھو کا ڈنک پھر چلنے لگا تو وہ آدمی کے ہاتھ سے چھوٹ کر پانی میں جاگرا، تیسری بار بھی یہی ہوا، قریب ہی ایک تجربہ کار شخص کھڑا ہوا یہ منظر دیکھ رہا تھا، اُس سے خاموش نہ رہا گیا تو اُس نے آدمی سے کہا کہ "اے بھائی! کیوں پریشان ہورہا ہے، تجھے پتہ نہیں کہ یہ حیوان ہے، ایک موذی حیوان، یہ اپنی حیوانیت اور فطرت نہیں چھوڑے گا، اُس کی فطرت ڈنک مارنا ہے، تو کیوں اپنی جان کا دشمن بنا ہوا ہے"۔

بچھو کی جان بچانے والے آدمی نے جواب میں کہا "جب ایک حیوان اپنی حیوانیت نہیں چھوڑ سکتا تو میں انسان ہوکر اپنی انسانیت کیسے چھوڑ دوں؟"

اِس واقعہ کو یہاں بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے اخلاق وکردار کی وجہ سے ہی انسان بلکہ اشرف المخلوقات کا درجہ حاصل کرتا ہے اور جب اخلاق وکردار سے محروم ہوجاتا ہے تو انسانیت کے درجے سے نیچے گرجاتا ہے اور اُسے احساس بھی نہیں ہوتا، اِس کے برعکس حیوان اپنی فطرت پر قائم رہتا ہے، انسان کو ایک سماجی جانور اِسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ سماجی طور طریقوں سے واقف ہوکر ہی انسان بنتا اور کہلاتا ہے۔ اِس کے بغیر وہ انسان قرار نہیں پاسکتا۔

یاد رکھئے! شخصیت علم، تجربہ، اخلاق، کردار اور جاذبیت کا نام ہے اِس کے لئے ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی صلاحیتوں کے ارتقاء کی ضرورت ہے، دنیا میں بڑے لوگ اِس وجہ سے مشہور ہوئے کہ اُنہوں نے اپنی شخصیت کی تعمیر وتشکیل پر توجہ دی، اُسے اُبھارا اور نکھارا، جس کے نتیجہ میں اُن کی صلاحتیں نکھر کر سامنے آئیں اور وہ عوام الناس کی توجہ کا مرکز بن گئے اور بڑے آدمی کہلائے۔

بقیہ حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری ؒ

۵/اپریل ۲۰۰۸ء کو جمعیت کے ایک گروپ کے آپ صدر منتخب ہوئے، ۲۰۱۰ء میں جمعیت کے دونوں گروپ نے آپ کو امیر الہند منتخب کیا اور مانا، اپنی تیرہ سالہ صدارت میں جمعیت یوتھ کلب اور جمعیت اوپن اسکول کے قیام پر آپ نے اپنی توجہ مرکوز کی اور اسے مختلف ریاستوں میں پھیلانے کا کام کیا۔

حضرت قاری صاحب کا اصلاحی تعلق شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ (۱۸۹۸-۱۹۸۲) تھا، حضرت کے حکم پر فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ (۱۹۲۸-۲۰۰۶) سے منسلک ہوگئے، اور انہیں سے خلافت پائی، شادی حضرت مدنیؒ کی صاحب زادی سے تھی، اس لیے مدنی خاندان سے مصاہرت کا تعلق تھا، جس کا حضرت بہت پاس ولحاظ رکھا کرتے تھے۔

میری ملاقات تو ۱۹۸۲ء سے ہی تھی، لیکن مجھے ان سے شاگردی کا شرف حاصل نہیں ہوسکا، البتہ دو طویل ملاقاتیں یاد داشت کا حصہ ہیں، ایک ملاقات بھاگلپور سے دہلی تک سفر کے دوران رہی اور حسب توفیق خدمت کا موقع ملا، اس سفر میں حضرت کے ارشادات سے مستفیض ہوتا رہا، آدمی کی پہچان سفر میں زیادہ ہوتی ہے، میں نے اس سفر میں حضرت کو سنجیدہ، بردبار، اصول پسند، نرم دم گفتگو پایا، دوسری طویل ملاقات دہلی سے قطر تک کے سفر میں رہی، موقع تھا لجنۃ اتحاد علماء المسلمین سے متعلق سے کانفرنس کا، ڈاکٹر یوسف قرضاوی کی تحریک اور ڈاکٹر محی الدین قرۃ داغی کی دعوت پر ہندوستان سے بڑے اور جید علماء کے ساتھ یہ حقیر بھی مدعو تھا، حضرت قاری صاحب حضرت مولانا ارشد مدنی، مولانا سید سلمان حسینی ندوی، مولانا بدر الحسن قاسمی کویت بھی شریک تھے، اس موقع سے حضرت قاری صاحب کا خطاب بڑا وقیع ہوا تھا، اتفاق سے میری والدہ کا انتقال ہوگیا، اور میں دوسرے روز پروگرام کے اختتام سے قبل ہی واپس ہوگیا، یہ لجنہ کا بنیادی تشکیلی اجلاس تھا، جس میں ہندوستان کے لیے بھی کمیٹی بنی تھی اور اب اس کے کئی اجلاس ہوچکے ہیں، دوسرے علماء کے ساتھ حیدرآباد سے مولانا عمر عابدین اور بیگوسرائے سے مفتی خالد حسین قاسمی نیموی اس کے رکن ہیں۔

اس دور قحط الرجال میں حضرت قاری مولانا سید محمد عثمان صاحب کا وصال دار العلوم دیوبند ہی نہیں پورے ہندوستان کی علمی، ملی، دینی، تعلیمی دنیا کا عظیم خسارہ ہے، اللہ رب العزت غیب سے اس کی تلافی کی شکل پیدا فرمادیں، حضرت کے درجات بلند کریں اور پس ماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین یارب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم وعلی الہ وصحبہ اجمعین۔

بقیہ: انگشت مبارک سے وقوع پذیر معجزے...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بھوک کے مارے کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ میں جگر تھام کر زمین پر گرجاتا اور کبھی کبھار بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا، ایک روز میں اس راستے پر بیٹھ گیا جہاں سے لوگ گزرتے تھے، چنانچہ میرے پاس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے، آپ نے جس وقت مجھے دیکھا مسکرائے اور ہمارے چہرے اور دل کی کیفیت کو جان گئے، آپ نے ارشاد فرمایا: ابوہریرہؓ! ساتھ ساتھ چلے آؤ، میں پیچھے پیچھے ہولیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر گئے، ہمیں بھی اجازت دے دی تو میں بھی اندر چلا گیا وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے میں دودھ دیکھا، دریافت فرمایا: یہ دودھ کہاں سے آیا؟ گھر والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کا نام بتایا جس نے دودھ کا ہدیہ بھیجا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوہریرہؓ! اہل صفہ کے پاس جاؤ اور ان کو میرے پاس بلالاؤ۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کی یہ بات ہمیں گراں گزری کہ ایک پیالہ دودھ ہے اور میں بھوک سے نڈھال ہوں اور آپ مجھے پلانے کے بجائے فرمارہے ہیں کہ اہل صفہ کو بلالاؤ، میں نے دل میں کہا: اس دودھ سے اہل صفہ کا کیا بنے گا؟ میں اس بات کا زیادہ حقدار ہوں کہ اتنا پی لوں کہ اس سے طاقت حاصل ہوجائے، جب وہ آئیں گے تو آپ مجھے ہی حکم دیں گے کہ انہیں دوں اور مجھے امید نہیں کہ اس دودھ کا کچھ حصہ بھی مجھے مل سکے گا۔ بھوک کی شدت کے باوجود حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، جس کے خلاف زبان نہیں کھولی جاسکتی تھی، کہتے ہیں میں سب کو بلالایا، سب آکر بیٹھ گئے، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا: ابوہریرہؓ! یہ پیالہ لو اور سب کو پلاؤ، میں نے پیالہ لیا اور پلانا شروع کیا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں ہر ایک کو دیتا جاتا، جب ایک شخص پی کر سیراب ہوجاتا، تو میں دوسرے کو وہی پیالہ دے دیتا، اس طرح جب سب شکم سیر ہوگئے تو میں نے اخیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیالہ پیش کردیا، حضور نے اسے لے کر اپنے دست مبارک میں رکھا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: ابوہریرہؓ! اب میں اور تم ہی باقی رہ گئے، میں نے عرض کیا کہ: بے شک آپ نے سچ فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور پیو، چنانچہ میں بیٹھ گیا اور دودھ پیا، آپ نے فرمایا: اور پیو میں نے پھر پیا، آپ بار بار فرماتے رہے پیو، اور میں پیتا رہا یہاں تک کہ میں نے کہا: "قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، اب کوئی گنجائش اس کے لیے اپنے اندر نہیں پاتا" آپ نے فرمایا: اچھا مجھے دکھاؤ، چنانچہ وہ پیالہ میں نے آپ کو دے دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کر کے سب کا بچا ہوا پی لیا۔

Scanned with CamScanner

تربیت خودی کے مراحل

مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ

نظر نہ ہوتو مرے حلقِ سخن میں نہ بیٹھ کہ نکتہ ہائے خودی ہیں مثال تیغ اصیل (علامہ اقبال)

علامہ محمد اقبال کی کائنات کا خلاصہ خودی ہے جس کے مختلف گوشوں پر علامہ نے اپنی مشہور تصنیف "اسرار خودی" میں خاص طور پر روشنی ڈالی ہے اور یہ واضح کرنے کوشش کی ہے کہ اس کرہ ارض کا انسان بلکہ مسلمان جب تک فلسفہ خودی پر عمل پیرا نہیں ہونگے، کامیابیوں کی منزلیں سر نہیں کر سکیں گے، میں نے پچھلے ایک مضمون "اقبال کا فلسفہ خودی" میں تفصیل کے ساتھ خودی کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی تھی اور وعدہ کیا تھا کہ اگلے مضمون میں تربیت خودی پر گفتگو کرونگا، تاہم حالات کے اتار چڑھاؤ نے دوسرے موضوعات پر قلم اٹھانے کی ضد کی اور میں نے دوسرے موضوعات پر ہی قلم اٹھایا جس کی وجہ سے اپنے مضمون "اقبال کا فلسف خودی" میں کیا ہوا وعدہ بھول گیا اس دوران پانچ چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا، اب ایک خیر خواہ کی یاد دہانی پر تربیت خودی کے مرحلوں کا تذکرہ کر رہا ہوں، اس لئے کہ خودی کو زندہ اور توانا بنانے کے علم سے آشنائی کے بعد اس کے ارتقائی منزلوں سے آشنائی بھی ازبس ضروری ہے جسے علامہ نے تربیت خودی کے عنوان سے بیان کیا ہے, ضرب کلیم میں "خودی کی تربیت" کے تحت تربیت خودی کے فائدے بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ انسان اگر ٹھیک سے اپنے خودی کی تربیت کرلے تو خاکی جسم میں آگ کی کیفیت پیدا ہو جائیگی جس کے نتیجے میں باطل نہ صرف یہ کہ اس کے سامنے ٹک نہیں سکے گا بلکہ جل کر بھسم ہو جائے گا، وہ کہتے ہیں

خودی کی پرورش وتربیت پہ ہے موقوف کہ مشت خاک میں پیدا ہو آتش ہمہ سوز

علامہ اقبال نے اسرار خودی میں خودی کے مفہوم کو واضح کرنے کے بعد تربیت خودی پر مفصل گفتگو کی ہے اور بتایا ہے کہ ان کے نزدیک خودی کے درج ذیل تین مراحل ہیں، جن سے گزر کر ہی انسان ملت کا قیمتی اثاثہ بن سکتا ہے، (1) اطاعت خداوندی (2) ضبط نفس (3) نیابت الٰہی

اطاعت خداوندی

تربیت خودی کا پہلا مرحلہ اطاعت خداوندی ہے، علامہ اقبال نے اطاعت خداوندی کی وضاحت کے لئے حدیث نبوی کی اتباع میں فرمانبردار اونٹ کی مثال پیش کی ہے اور اونٹ کی کچھ اہم خصوصیات کا تذکرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان خصوصیات کے اختیار کرنے کی تاکید ہے, مثنوی اسرار خودی میں وہ کہتے اونٹ کم کھاتا ہے، تھوڑا سوتا ہے لیکن صبر و مستقل مزاجی کے ساتھ اپنے مالک کے حکم کے مطابق صحراء و بیابان کا طویل سفر کرتا ہے سفر کے دوران پیش آنے والی دشواریوں کو بڑی آسانی سے برداشت کرتا ہے اور سفر جاری رکھتا ہے، اپنے قدموں سے آواز تک نکلنے نہیں نکلنے دیتا ہے، علامہ اقبال کے مطابق ایک مسلمان کی بھی یہی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے مالک حقیقی کی فرمانبرداری کو حرز جاں بنائے، اس لئے کہ خدا کی غلامی کے وجہ سے انسان میں طاقت پیدا ہوتی ہے، دنیا کی منفی قوتوں سے ٹکرانے کا مزاج بنتا ہے، اور کامیابیاں قدم چومنے کو مجبور ہو جاتی ہیں، ممکن ہے لوگ یہ اعتراض کریں کہ بندہ آزاد پیدا ہوا ہے پھر وہ فرمانبرداری کے جبر کو خود پر کیوں مسلط کرے؟ علامہ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ یہ جبر عام جبر نہیں ہے بلکہ یہ وہ جبر ہے جس میں اختیار پوشیدہ ہے اسرار خودی میں کہتے ہیں:

دراطاعت کوش اے غفلت شعار می شود از جبر پیدا اختیار

ترجمہ: اے غفلت کے عادی انسان تو اطاعتِ الٰہی کی کوشش کر، یاد رکھ کہ جبر ہی سے اختیار پیدا ہوتا ہے۔

اطاعت سے اختیار کے ملنے کی متعدد مثالیں تاریخ کے صفحات میں درج ہیں، حضرت عمر کے ایک خط پر دریائے نیل کا جاری ہونا، صحابہ کرام کا سمندروں میں گھوڑے ڈالنا اور خشکی طرح باہر آنا، ان کی ایک آواز پر افریقہ کے جنگلی جانوروں کا جنگل خالی کر دینا، رود بادکی جنگل میں شیخ سعدی کا شیر پر سوار شخص کو دیکھنا اور شیر کا اپنے سوار کی اطاعت کرنا، حضرت ذوالنون مصری کے لئے مچھلیوں کا ہیرے لاکر پیش کرنا اور نہ جانے اس طرح کی کتنی کرامات ومعجزات ہیں جو اس ضمن میں بیان کی جاسکتی ہیں، مذکورہ شعر میں جبر واختیار کی جو جو توجیح اقبال نے کی ہے وہ توجیح اتنی شاندار ہے کہ اس کے بعد فلاسفہ کی جبر واختیار پر کی گئی ان بحثوں کی ضرورت ہی ختم ہو جاتی ہے جن کی وجہ سے وہ آپس میں الجھے ہوئے ہیں، اقبال نے جبر وقدر اور جبر واختیار کے فلسفے کو درج ذیل مشہور شعر میں اور واضح کیا ہے

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

ضبط نفس

تربیت خودی کا دوسرا مرحلہ ضبط نفس ہے جو فی الواقع اطاعت الٰہی کا منطقی نتیجہ ہے، ممکن نہیں ہے کہ اطاعت الٰہی کے کے مادے کے بغیر کوئی شخص اپنی خواہشات پر قدغن لگائے، اور نفس کو سرکشی سے روکے, اقبال کی نگاہ میں ضبط نفس تربیت خودی کا اہم ترین مرحلہ ہے جس سے اختلاف کی گنجائش بھی نہیں ہے، قرآن مجید کا تزکیہ نفس کو بعثت محمدی کے اہم مقاصد میں قرار دینا اس حقیقت کی بہت واضح دلیل ہے، اقبال نے تربیت خودی کے لئے انسان کو ضبط نفس کے مرحلے سے گزرنے کو لازم قرار دیا ہے، اس لئے کہ جس نفس کو ضبط کے مرحلے سے نہیں گزارا جاتا ہے اس کی حیثیت اس سرکش اور باغی اونٹ کی سی ہو جاتی ہے جس کی لگام اس کے مالک کے ہاتھ میں نہیں ہوتی ہے، نتیجتاً مالک کا کوئی کنٹرول اونٹ پر نہیں رہتا ہے اقبال خود آگاہ شخص سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ نفس کو بے مہار چھوڑنے کے بجائے اس کی لگام اپنے ہاتھ میں لے، اور اسے اپنا غلام بنائے، مثنوی اسرار خودی میں فرماتے ہیں

نفس تو مثل شتر خود پرور است خود پرست وخود سوار وخود سر است

مرد شو آور زمام او بکف تا شوی گوہر اگر باشی خزف

ترجمہ: تیرا نفس باغی اور سرکش اونٹ کی طرح ہے، خود پرست ہے اور خود سواری کرنے والا ضدی ہے۔مرد بنو اور اس کی لگام اپنے ہاتھوں میں لو، تاکہ تم اگر سیپ ہو تو گوہر بن سکو

مثوی کے مذکورہ دونوں اشعار کا تعلق ضبط نفس ہے جس پر عمل پیرا ہونے کے نتیجے میں جنت کی خوشخبری کا اعلان قرآن مجید نے کیا ہے، ارشاد باری ہے

فَاَمَّا مَن طَغیٰ (37) وَء اٰثَرَ الحیوةَ الدُّنیَا (38) فَاِنَّ الجَحیمَ هیَ الماوٰی (39) وَاَمَّا مَن خَافَ مَقَامَ رَبِّ وَنَهی النَّفسَ عَنِ الهَوٰیٰ (40) فَاِنَّ الجَنَّةهیَ الماوٰی.

ترجمہ: پس جو حد سے بڑھ گیا اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی۔ تو بلاشبہ جہنم ہی اس کا ٹھکانا ہے۔ اور وہ شخص جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روک لیا تو بلاشبہ جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے۔

مذکورہ آیات میں ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم بتایا گیا ہے، جس پر نفس غالب آجائے اور ان لوگوں کو جنت کی بشارت دی ہے جو نفس پر غلبہ حاصل کر کے اسے اپنا مطیع بنالے، لیکن نفس کو مطیع کرنا اتنا آسان کام نہیں ہے اس کے لیے ایک طرف جہاں فرایض کی انجام دہی کے ضروت ہے جیسا کہ اسرار خودی میں ضبط نفس کے تحت ارکان اسلام اور اس کے فوائد کی نشاندہی کر کے علامہ نے واضح کر دیا ہے تو دوسری طرف ایک مرشد برحق کی بھی ضرورت ہے، اس لئے کہ صحابہ کرام کو اگر 13/ سال تک ایک مرشد کامل کی صحبت میسر نہیں ہوتی، اور وہ مرشد کامل کے ساتھ رہ کر اپنے خودی کی تربیت نہیں کرتے. تو سنہ 2 ہجری میں کفر کا مقابلہ کیسے کرتے؟ اقبال ضرب کلیم میں "خودی کی تربیت" کے عنوان کے تحت کہتے ہیں

یہی ہے سِرِّ کلیمی ہر اک زمانے میں ہَوائے دشت وشعیب وشبانیِ شب وروز!

نیابت الٰہی

مذکورہ دونوں مراحل سے گزرنے کے بعد انسان جس مرحلے میں داخل ہوتا ہے وہ مرحلہ نیابت الٰہی کہلاتا ہے, اس مرحلے میں داخل ہونے کے بعد انسان حقیقی معنوں انسان کامل بن جاتا ہے جو انسانیت کا اوج کمال ہے یہی وہ مرحلہ ہے جس میں داخل ہونے کے بعد اقبال کا انسان کامل اور مرد مومن منجانب اللہ خلافت ارضی کا مستحق ٹھہرتا ہے اور جس کے بغیر اقبال کو عالم کون مکاں تمام تر رعنائیوں کے باوجود بے نور اور بے جان نظر آتا ہے، وہ کہتے ہیں

نائب حق ہمچو جان عالم است ہستی او ظل اسم اعظم است

ترجمہ: نائب حق اس کائنات کی جان کی طرح ہے، اس کا وجود دنیا میں اللہ تعالے کا سایہ ہے۔

اقبال کا نظریہ ہے کہ تمام مخلوقات میں انسان ہی خدا کے نظام تکوینی میں خدا کا نائب بن سکتا ہے لیکن اس وقت جب کہ انسان اپنی خودی کی تربیت کرلے، خود کے اور نظام عالم کے اسرار رموز کو سمجھ لے، اطاعت اور ضبط کے مرحلے کو طے کرلیا سی لئے اقبال نے مثنوی اسرار خودی میں عظمت انسانیت کی نشاندہی کرنے کے بعد انسان کامل کی اپنے انداز میں کچھ علامات بیان کی ہیں اور بتایا ہے کہ نیابت الٰہی کے درجے پر فائز انسان نہ صرف راز دورون حیات سے آگاہ ہوتا ہے بلکہ دوسروں کو زندگی کے حقیقی مفہوم سے آشنا کرتا ہے اقبال چاہتے ہیں کہ کچھ ایسے خود شناس افراد سامنے آئیں جنہوں نے تربیت خودی کے مراحل طے کرلئے ہیں اور مسلمانوں کے تن مردہ جان پیدا کریں. امت کی شیرازہ بندی کا فریضہ انجام دیں اور امت کو اخوت ومحبت کا درس دیں، اسرار خودی میں نیابت الٰہی کے تحت خود آگاہ شخص سے میدان میں آکر شر سے نبرد آزما ہونے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

ترجمہ: ''اے زمانے کے گھوڑے کے سوار اور اے امکانات کی دنیا کو روشن کرنے والے، سامنے آ اور دنیا میں اخوت ومحبت کے جذبات پھر سے پیدا کر، صلح کا زمانہ واپس لا، جنگجوؤں کو امن ومحبت کا پیغام دے، دنیا کے باغ میں خزاں نے ڈیرے جمالیے ہیں، اس لئے تو بہار بن کر آ، تو ہی بنی نوعِ انسان کی فصل کا حاصل ہے اور تو ہی زندگی کے کارواں کی منزل بھی ہے''

بانگ درا میں اپنی مشہور نظم شمع اور شاعر کے تحت کہتے ہیں:

اے سوارِ اشہب دوراں بیا ☆☆☆ اے فروغِ دیدہ امکاں بیا
خیز و قانونِ اخوت ساز دہ ☆☆☆ جامِ صہبائے محبت باز دہ
باز در عالم بیار ایامِ صلح ☆☆☆ جنگجویاں را بدہ پیغامِ صلح
ریخت از جورِ خزاں برگِ شجر ☆☆☆ چوں بہاراں بر ریاضِ ما گذر
نوعِ انساں مزرع و تو حاصلی ☆☆☆ کاروانِ زندگی را منزلی

کانپتا ہے دل ترا اندیشۂ طوفاں سے کیا
ناخدا تو ،بحر تو، کشتی بھی تو، ساحل بھی تو

نامہ مدیر کے نام

جناب ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ آپ بخیر وعافیت ہوں گے!

حضرت امیر شریعت سابع نمبر کی معیاری طباعت، عمدہ کاغذ اور حسن انتخاب پر مبارکبادی قبول فرمائیں، اللہ اس کا افادہ عام فرمائے۔(محمد شمشاد ندوی، جامعۃ الہدایہ جے پور، راجستھان)

Scanned with CamScanner

طلاق۔ کب، کیوں اور کیسے؟

مولانا عتیق احمد بستوی قاسمی

اسلام کی نظر میں نکاح کوئی وقتی لطف اندوزی کا معاہدہ نہیں ہے، بلکہ ایسا پائیدار اور قابل احترام رشتہ الفت ومحبت ہے جسے زندگی کے آخری لمحہ تک برقرار رکھا جانا چاہئے، اسی لئے اسلام میاں وبیوی میں سے ہر ایک کو دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی تاکید کرتا ہے اور رشتہ نکاح برقرار رکھنے کی خاطر ایک دوسرے کی ناگوار اور خلاف مزاج باتوں کو انگیز کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ جائز امور میں شوہر کی اطاعت کریں، شوہر کی اطاعت پر انہیں جنت کی بشارت سنائی گئی ہے، اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات ہیں:

(۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت کا انتقال اس حال میں ہو کہ اس کا شوہر اس سے خوش ہو، وہ جنت میں جائے گی۔ (ترمذی جلد۲ص ۴۵۴ حدیث نمبر ۱۱۶۱)

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت جب پنج وقتہ نمازیں پڑھے، ماہ رمضان کا روزہ رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ (ابونعیم فی الحلیۃ)

(۳) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مومن نے اللہ کے تقویٰ کے بعد نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز حاصل نہیں کی، جس کا حال یہ ہو کہ اگر شوہر اسے کسی بات کا حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور اگر شوہر اسے دیکھے تو وہ شوہر کو خوش کردے، اگر اس کے بھروسے شوہر کوئی قسم کھالے تو وہ شوہر کی قسم پوری کرے، اور شوہر کی عدم موجودگی میں اپنی ذات اور شوہر کے مال کے بارے میں شوہر کی خیر خواہی کرے۔ (ابن ماجہ)

ازدواجی زندگی کامیاب اور خوشگوار بنانے کے لئے اگر ایک طرف بیوی کو شوہر کی اطاعت کرنے کی سخت تاکید کی گئی ہے تو دوسری طرف اس سے زیادہ تاکید کے ساتھ شوہر کو بیوی کے ساتھ حسن معاشرت اور حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے، حتی کہ بیوی ناپسند ہونے کے باوجود اس کے ساتھ خوش اسلوبی اور حسن معاشرت کے ساتھ عائلی زندگی گذارنے کا حکم ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے: وعاشروھن بالمعروف، فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا (نساء:۱۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مومن مرد کسی مومن عورت کو ناپسند نہ کرے، اگر اس کی کوئی عادت اسے ناپسند ہوگی تو دوسری عادتیں پسندیدہ ہوں گی۔ (مسلم)

اسلام نے مرد کے بہتر ہونے کی کسوٹی اسی کو قرار دیا ہے کہ اس کا رویہ بیوی کے ساتھ کیسا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے سب سے بہتر ہو اور میں تم سب میں اپنے اہل وعیال کے لئے سب سے بہتر ہوں۔ (ترمذی ودارمی)

ازدواجی زندگی کو خوش گوار وکامیاب بنانا مرد اور عورت دونوں کی ذمہ داری ہے، لیکن فیملی کا سربراہ ہونے کی وجہ سے مرد کی ذمہ داری بڑھی ہوئی ہے، میاں بیوی کے درمیان ناچاقی اور دوری پیدا ہونے کی صورت میں انتظامی سربراہ ہونے کی حیثیت سے شوہر کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اپنی ضد اور انا کو قربان کرتے ہوئے باہمی تعلقات درست کرنے کے لئے پیش قدمی کرے، اگر تعلقات کا بگاڑ خود اس کے اپنے رویہ کی وجہ سے ہے تو اپنی اصلاح کرے، اپنا رویہ درست کرکے بیوی کا دل جیتنے کی کوشش کرے اور اگر صورت حال اس کے برعکس ہے تو نرمی، خیر خواہی، محبت اور حکمت کے ساتھ بیوی کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرے، ردعمل اور جذبات میں فوری طور پر کوئی سخت قدم اٹھانے کے بجائے نتائج اور عواقب پر غور کرکے افہام وتفہیم کے ذریعہ اپنے ہرے بھرے ازدواجی گلستان کو خاکستر بننے سے بچالے۔

قرآن کریم نے عائلی تنازعات کو حل کرنے کے لئے مرحلہ وار مختلف اقدامات کا حل دیا ہے، ہمیں یقین ہے کہ اگر انہیں بروئے کار لایا جائے تو زیادہ تر تنازعات بڑی آسانی کے ساتھ ختم کئے جاسکتے ہیں، سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ الله بَعضهُم عَلىٰ بَعضٍ وَبِمَا اَنفَقُوا مِن اَموَالِهِم فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلغيبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزُهنَّ فَعِظوهُنَّ وَاهجُرُوهُنَّ فِي المَضَاجِعِ وَاضرِبُوهُنَّ فَاِنَ اطَعنكم فَلا تَبغُوا عَلَهنَّ سَبِيلًا. اِنَّ اللهَ كَانَ عَلِيًّا كَبيرًا (34) واِن خِفتُم شِقَاقَ بَينِهِمَا فَابعَثُوا حكَمًا مِّن اهلِهِ وَحَكَمًا مِّن اهلِهَا اِن يُرِيدَا اِصلَاحًا يُوَفِّقِ اللهُ بنهُمَا. (نساء. ۳۴. ۳۵)

سورہ نساء کی ان دو آیتوں میں میاں بیوی کے تنازعات کو حل کرنے کے لئے مرحلہ وار چار اقدامات کا ذکر کیا ہے۔

آیت ۳۴ کے ابتدائی حصہ میں شوہر کو فیملی کا سربراہ ونگراں قرار دیا گیا ہے، کیوں کہ دنیا کی کوئی اجتماعی وحدت ایک شخص کو سربراہ مقرر کئے بغیر حسن وخوبی کے ساتھ نہیں چل سکتی، اور گھر کی سربراہی کے لئے عام طور پر مرد ہی زیادہ موزوں ہوتے ہیں، افراد خانہ کو ڈسپلن کا پابند بنانے اور ان کی سرگرمیوں کو صحیح رخ دینے میں عموما مرد زیادہ کامیاب ہوتے ہیں۔

شوہر کی قوامیت سے اس کا ڈکٹیٹر اور آمر مطلق ہونا مراد نہیں ہے، بلکہ قوام سے مراد گھر کی انتظامی سربراہی اور افراد خانہ کی ضرورت کا خیال رکھنا نیز ان کی تعلیم وتربیت کے لئے فکرمند اور کوشاں ہونا ہے۔ اس آیت میں مرد کو قوام (نگراں وسربراہ) بنانے کے دو اسباب ذکر کئے گئے ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا مرد کو عورت پر یک گونہ فضیلت عطا کرنا، اسی کی ترجمانی ایک دوسری آیت میں اس طرح کی گئی ہے، وَ لهُنَّ مِثل الَّذِی عَلَيهِنَّ بِالمَعروفِ وَ لِلرِّجَالِ عَلَيهِنَّ دَرَجَةٌ وَ اللّه عَزِيزٌ حكِيم (بقرہ ۲۲۸)

(۲) بچوں اور بیوی پر خرچ کرنے کی تمام مالی ذمہ داریاں شوہر کے ذمہ ہونا۔ اسی لئے فقہاء صراحت کرتے ہیں کہ اگر بیوی مالدار اور صاحب ثروت ہو تو بھی اس کے نان ونفقہ اور رہائش کا بندوبست شوہر کے ذمہ لازم ہے، خواہ شوہر غریب ہی ہو، اس تفصیل کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اگر عورت اپنی خوشی اپنا خرچ خود اٹھاتی ہو تو بھی اس کے شوہر کی قوامیت پر اثر نہیں پڑے گا، کیوں کہ مرد کو قوام مقرر کرنے کی اولین وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر یک گونہ فضیلت عطا فرمائی ہے، عموما مردوں کو ان صلاحیتوں سے زیادہ مالا مال کیا ہے جن کی ضرورت گھر کی سربراہی میں پیش آتی ہے، لیکن خاندان کی تعمیر وتشکیل میں عورت کا حصہ مرد سے کسی طرح کم نہیں، گھر کے داخلی امور کی ذمہ داری اور نگرانی تمام تر عورت کی ہوتی ہے، مرد اور عورت عائلی نظام میں مرکزی کردار ادا کرتے ہیں، ان دونوں کے باہمی تعاون اور اعتماد ہی سے گھر کا انتظام بہتر طور پر ہوسکتا ہے۔

سورہ نساء کی آیت ۳۴ میں نیک عورتوں کی دو صفات بیان کی گئی ہے: (۱) نیک عورتیں شوہروں کی اطاعت گذار ہوتی ہیں۔

(۲) شوہر کی عدم موجودگی میں بھی اس کی آبرو اور مال کی حفاظت کرتی ہیں، اس آیت میں مذکور نیک بیویوں کی دونوں صفات کی وضاحت مندرجہ بالا احادیث سے ہوتی ہے۔

اس آیت میں نیک بیوی کی صفات بیان کرنے کے بعد ان عورتوں کو راہ راست پر لانے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے، جو نیک بیوی کی صفت اپنی اندر نہیں رکھتیں، اپنی ازدواجی ذمہ داریاں پوری نہیں کرتیں، جائز امور میں شوہر کی اطاعت نہیں کرتیں، شوہر کے مال اور آبرو کی حفاظت نہیں کرتیں، بدمزاج یا بدچلن ہوتی ہیں، ایسی عورتوں کو راہ راست پر لانے کے لئے شوہروں کو مرحلہ وار تین اقدامات کی تعلیم دی گئی ہے۔

پہلا قدم: افہام وتفہیم

بیوی کو پوری فکرمندی، نرمی اور خیر خواہی سے بار بار سمجھانا، خدا کا خوف دلانا، آخرت کی باز پرس سے ڈرانا، اگر عورت کی طرف سے نافرمانی اور بے راہ روی کی صورت میں شوہر عورت کے مزاج اور نفسیات کو پہچان کر خیر خواہی اور فکرمندی کے جذبہ کے ساتھ افہام وتفہیم کے ذریعہ راہ راست پر لانے اور اصلاح کرنے کی کوشش کرے گا تو ان شاء اللہ اسے کامیابی حاصل ہوگی، وعظ سے مراد محض ڈانٹ پھٹکار اور غصہ کا اظہار نہیں ہے، عورت کی عزت نفس کا خیال کئے بغیر بے موقع ڈانٹ پھٹکار سے اکثر اوقات عورت کا آبگینہ دل چکنا چور ہوجاتا ہے، اور اس کی اصلاح ہونے کے بجائے اس میں ایک طرح کی ضد پیدا ہوجاتی ہے۔

دوسرا قدم: ھجر فی المضاجع

اگر وعظ وتذکیر اور افہام وتفہیم سے عورت کی اصلاح نہ ہوسکے تو شوہر اپنے طرز عمل سے بے رخی اور خفگی کا اظہار کرے، ہجر فی المضاجع کا مفہوم بعض مفسرین نے ترک جماع بتایا ہے اور بعض نے ترک کلام، بعض مفسرین نے خواب گاہ میں بستر پر لیٹے ہوئے رخ دوسرے طرف پھیر لینا بیان کیا ہے، ان سب اقوال کا حاصل یہ ہے کہ شوہر اپنے رویہ اور طرز عمل میں تبدیلی لاکر اپنی ناراضگی عورت پر ظاہر کردے، بعض عورتوں کو راہ راست پر لانے میں یہ تدبیر زیادہ موثر اور کارگر ہوتی ہے۔

تیسرا قدم: ہلکی مار پیٹ

اصلاح کی اوپر ذکر کردہ دونوں تدبیروں کے ناکام ہونے پر شریعت نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ اگر شوہر کو اس بات کی پوری توقع ہو کہ ہلکی مار سے عورت کی اصلاح ہوجائے گی اور وہ راہ راست پر آجائے گی تو شوہر یہ اقدام بھی کرسکتا ہے، لیکن اس سلسلہ میں چند شرائط کا لحاظ ضروری ہے۔

(۱) عورت کو مارنا اس سے انتقام لینے اور جذبات غضب کی تسکین کے لئے نہ ہو، بلکہ اس کی اصلاح کی خاطر ہو، انتقامی جذبہ کے ساتھ مارنے میں اصلاح کے بجائے تعلقات خراب ہونے اور دوری بڑھنے کا زیادہ اندیشہ ہے۔

(۲) عورت کی کھلی ہوئی بے راہ روی اور نافرمانی دیکھ کر شوہر قرآن کی بتائی ہوئی دو ابتدائی اصلاحی تدبیروں کو آزما چکا ہو، ان تدبیروں سے عورت کی اصلاح نہ ہوسکی ہو، اور شوہر کو پوری امید ہو کہ ہلکی مار مارنے سے بھی بیوی راہ راست پر نہ آسکے گی اور اس کی اصلاح کی کوئی امید نہ ہو تو محض اصلاحی کورس پورا کرنے کے لئے بیوی کو مارنا درست نہیں۔

(۳) صورت حال جو بھی ہو شوہر کو اس بات کی اجازت نہیں کہ بیوی کو شدید طور پر زدوکوب کرے، مختلف احادیث میں بیوی کو اس طرح مارنے سے منع کیا گیا ہے، کہ اسے شدید چوٹ آئے یا اس کا جسم زخمی اور لہولہان ہوجائے یا ہڈی ٹوٹ جائے، یا جسم پر مار کے نشانات ظاہر ہوں، چہرا اور جسم کے نازک ترین اعضاء پر مارنا بالکل ممنوع ہے، خواہ ہلکی مار ماری جائے۔

ان ساری اصلاحی تدبیروں کے اختیار کرنے کے بعد بعد راہ راست پر نہیں آئی تو جانبین سے حکم مقرر کریں، اور اگر حکم کے ذریعہ بھی نزاع حل نہیں ہوا تو انتہائی مجبوری کی حالت میں شرعی طریقے پر علیحدگی اختیار کرلینے کی تعلیم دی گئی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری خطبہ کی تاریخی اہمیت

پروفیسر خلیق احمد نظامی

آج دنیا میں ہر طرف انسانی حقوق کے تحفظ کا چرچہ ہے لیکن کون نہیں جانتا کہ یہ سب باتیں نقاب کی مانند ہیں، جن کے پیچھے دنیا کے گوشہ گوشہ میں قدر حریت اور شرف انسانیت کی مٹی پلید ہورہی ہے، تہذیب حاضر نے انسانیت پر ظلم وستم کے نئے نئے طریقے ایجاد کئے ہیں' اور یہ طریقے ایسے ہولناک ہیں جن کی مثال تاریخ عالم کا کوئی تاریک صفحہ بھی پیش نہیں کرسکتا، جو قومیں حقوق انسانی کی پاسبانی کے سب سے بلند بانگ دعویٰ کررہی ہیں وہی انسانیت کی تباہی کے لئے نئے نئے طریقوں کی ایجاد میں بھی سب سے پیش پیش ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ کسی سیاسی مصلحت کا نتیجہ نہ تھا نہ کسی وقتی جذبہ کی پیداوار' یہ اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انسان کے نام آخری پیغام تھا جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ انسان کی بقا کا راز انسانیت کے احترام میں مضمر ہے۔

ذی الحجہ ۱۰ ہجری (مطابق فروری ۶۳۲ء) کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری حج ادا کرنے کا ارادہ فرمایا اور تمام ازواج مطہرات کو ساتھ چلنے کا حکم دیا، عرب کے گوشے گوشے سے لوگ شرف ہم رکابی کے لئے امڈ پڑے، جہاں تک نظر کام کرتی تھی، انسانوں کا ایک سمندر موجیں مارتا ہوا نظر آتا تھا، کم وبیش ایک لاکھ مسلمان دینی جذبہ سے سرشار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے 'لبیک اللھم لبیک، لاشریک لک لبیک، ان الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک' (اے خدا ہم تیرے سامنے حاضر ہیں، اے خدا تیرا کوئی شریک نہیں، ہم حاضر ہیں، تعریف اور نعمت سب تیری ہی ہے اور سلطنت میں تیرا کوئی شریک نہیں) کی صدائیں بلند کرتے اللہ کے گھر کی جانب بڑھ رہے تھے، آسمان نے انسانوں کے اس سے کہیں بڑے ہجوم دیکھے تھے، لیکن آج کا ہجوم اپنی نوعیت میں عدیم المثال تھا، اللہ کے مقدس ترین بندوں کا یہ قافلہ کامل ترین انسان کی قیادت میں اس طرح چل رہا تھا کہ زمین سے آسمان تک قبول واعتراف حق کا نور برستا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

عرفات میں نمرہ کے مقام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تنے ہوئے کمبل کے نیچے قیام فرمایا اور دوپہر کے بعد اپنے ناقہ قصواء پر سوار ہوکر پکارا: یاایھا الناس اسمعو اقولی 'اے لوگو! میری بات سنو!) پھر اس بات کو کہ' میری عمر کا آخری سال ہے' اس طرح ادا کرنے کے بعد: (لوگو سنو! کیونکہ شاید اس سال کے بعد اس جگہ' اس مہینہ میں، اس شہر میں تم سے نہ مل سکوں) ایسا فصیح وبلیغ خطبہ ارشاد فرمایا کہ عرفات کے دشت وجبل تک گونج اٹھے اس وقت اس مقام کی اہمیت کا احساس دلانے کے لئے پکارا: کیا جانتے ہو کہ یہ کونسا دن ہے' کیا جانتے ہو یہ کونسا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا خدا اور اس کے رسول کو اس کا علم ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہر حرام ہے۔

فرائض نبوت کی بجا آوری میں ۲۳ سال کی مسلسل جدوجہد کا اعتراف ایک طرف انسانی زبانوں اس طرح کیا: ہم گواہ ہیں آپنے فرض ادا کیا' ۔دوسری طرف اعلان خداوندی ہوا: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی' (آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور اپنی نعمتیں پوری کردی) وحی کا جو سلسلہ غارحرا کی تنہائیوں میں شروع ہوا تھا، میدان عرفات کے بھرے مجمع میں اس کی تکمیل کردی گئی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی: جو لوگ اس وقت موجود ہیں وہ انکو سنادیں جو موجود نہیں ہیں ۔اس خطبہ کی تاریخی اہمیت کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے ضروری ہے کہ ۱۴سو سال پہلے کی متمدن دنیا کے حالات پر ایک نظر ڈال لی جائے، اختصار کے پیش نظر صرف روما، ہندوستان اور ایران کے حالات پر اکتفاء کرتے ہیں:

طبقاتی تقسیم:

قرون وسطی میں اخوت ومساوات بے معنی الفاظ تھے، کوئی انسانی ذہن ان کا مفہوم نہیں سمجھ سکتا تھا، ہر جگہ سماج کے مختلف طبقوں میں تقسیم کو قائم رکھنے کے لئے نئے طریقے اور قانونی سہارے وضع کرلئے گئے تھے، سلطنت روما میں سماج کی تقسیم اس طرح تھی کہ سب سے اوپر آزاد شہری تھے اور سب سے نیچے اور دونوں کے درمیان متعدد طبقات تھے، جن کے حقوق تعین رنگ ونسل، مذہب اور وطن، صحت ودولت وغیرہ کے لحاظ سے کیا جاتا تھا (جسٹی نیین) جس نے روما کے قانون کی تدوین کی تھی اور دنیا کو چیلنج کیا تھا کہ اس سے بہتر قانون کوئی تیار کرکے دکھائے، قانونی نقطہ نگاہ سے سماج کو اس طرح تقسیم کرتا ہے :۱۔Honestionres یعنی ملک کا اعلیٰ ترین طبقہ جو امراء پر مشتمل تھا، بغاوت کے علاوہ اس طبقے کے کسی فرد کو کسی بھی جرم میں سزائے موت نہیں دی جاسکتی تھی ،۲۔Hunriliores اس طبقے کو بعض غیر معمولی حالات میں موت کی سزا دی جاسکتی تھی ورنہ عموماً قید کی سزا دی جاتی تھی ،۳۔ Servy سب سے نچلا طبقہ تھا جس کے افراد کو معمولی جرائم کی سزا میں بھی قتل کیا جاتا تھا، آگ میں ڈالا جاتا تھا اور وحشی جانوروں سے ہڈیاں چبوائی جاتی تھیں۔

تقریباً اسی طرح کی طبقاتی تقسیم ایران میں تھی، وہاں کی سوسائٹی چار حصوں میں منقسم تھی:۱۔آزروان: مذہبی طبقہ،۲۔آتشتیاران: فوجی طبقہ،۳۔دبیران: عمال حکومت،۴۔استریوشان وتخشان: یعنی عوام، پیشہ ور لوگ اور کاشتکار، ایرانی سماج کی یہ تقسیم مستقل تھی، کوئی شخص ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ میں منتقل نہیں ہوسکتا تھا، آتش پرست حکومت میں بااثر تھے، ان کو پیشہ ور قوموں سے (بالخصوص کمہاروں وغیرہ سے) خاص عداوت اور نفرت تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے عقیدہ کے مطابق آگ اور پانی کو ملانے والا گناہ عظیم کا مرتکب ہوتا تھا، ایران کا قانون اس طبقاتی تقسیم کو قائم رکھنے کی نظر سے بنایا گیا تھا، عوام کو حکومت کے معاملات میں مداخلت کی اجازت نہیں تھی، نیچی ذات کا کوئی شخص نہ سرکاری دفاتر میں ملازم ہوسکتا تھا، نہ اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کی جائداد خرید سکتا تھا۔

ہندوستان کی حالت ایران سے زیادہ خراب تھی، سماج کی سب سے اونچی منزل پر علی الترتیب مندرجہ ذیل چار ذاتوں کا شمار ہوتا تھا:۱۔برہمن ۲۔چھتری ۳۔ویش ۴۔شودر

ان چار ذاتوں کے بعد عوام کا شمار تھا، جن کو انتیجا، ہدی، ڈومہ، چندالہ، بدھاتو وغیرہ نام دیئے گئے تھے، ان کو اونچی ذات کے لوگوں سے دور شہر کے باہر رہنا پڑتا تھا، مقدس کتابوں کا اگر ایک لفظ بھی ان لوگوں کے کان میں اتفاقا پڑجاتا تو سیسہ پگھلا کر کان میں بھر دیا جاتا تھا، سارا ملک چھوت چھات کی لعنت میں گرفتار تھا، غیروں کا تو ذکر کیا، ایک ہی ذات کے لوگ ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھاسکتے تھے، اگر کوئی سپاہی میدان جنگ میں ترکوں کے ہاتھوں گرفتار ہوجاتا تو وہ سماج سے اس لئے خارج کردیا جاتا تھا کہ وہ غیر ذات کے لوگوں سے مل کر خود نجس سمجھا جانے لگتا تھا، منو اور یجنولکیہ کے قوانین اس عہد کی عام سماجی ابتری اور بدحالی کے شاہد ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں اس طبقاتی تقسیم کو ختم کردیا اور فرمایا کہ

لوگو! میری بات سنو، مجھے نہیں معلوم، غالبًا میں تم سے اپنے اس سال کے بعد اس مقام پر کبھی نہ مل سکوں گا۔

تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری آبرو ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جس طرح آج کے دن کی، موجودہ مہینے کی اور موجودہ شہر کی حرمت ہے، سن لو! جاہلیت کی ہر چیز میرے پاؤں تلے روندی گئی، جاہلیت کے خون بھی ختم کردیے گئے اور ہمارے خون میں سے پہلا خون جسے میں ختم کررہاہوں وہ ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے، (یہ بچہ بنو سعد میں دودھ پی رہا تھا کہ بنو ہذیل نے اسے قتل کردیا) نیز جاہلیت کا سود ختم کردیا گیا اور ہمارے سود میں سے پہلا سود جسے میں ختم کررہاہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے، اب یہ سارے کا سارا سود ختم ہے۔

ہاں! عورتں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیوں کہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے، اور اللہ کے کلمے کے ذریعے ان کی شرم گاہیں حلال کی ہیں، ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ تم انہیں مار سکتے ہو لیکن سخت مار نہ مارنا، تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم انہیں معروف کے ساتھ کھلاؤ اور پہناؤ، میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جارہاہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔ ''تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا تو کیا کہوگے؟''

صحابہ نے کہا: ''ہم شہادت دیں گے کہ آپ نے تبلیغ کردی، پیغام پہونچادیا اور خیر خواہی کا حق ادا فرمادیا۔''

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھاتے اور لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے فرمایا:

''اے اللہ! گواہ رہ، اے اللہ! گواہ رہ، اے اللہ! گواہ رہ۔''

اس خطبے میں آپ نے مزید کئی امور بیان فرمائے اور جب فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا یہ ارشاد نازل ہوا: اَلْیَومَ اَکْمَلْتُ لَکُم دِیْنَکُم واَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی وَرَضِیْتُ لَکُمُ الاِسْلَامَ دِیْناً (المائدہ)

''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا، تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین پسند کرلیا۔''

چنانچہ یہ نعمت، سعادت اور شکر کا دن تھا۔

خطبہ کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان اور پھر اقامت کہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت ظہر کی نماز پڑھائی، پھر اقامت کہی اور آپ نے دو رکعت عصر کی نماز پڑھائی، ظہر کے وقت میں جمع تقدیم کے طور پر اکٹھا کیا اور ان دونوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی، پھر جائے وقوف پر تشریف لائے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168

Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233

Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس آپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)

اشتہارات کے لئے رابطہ کریں

ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان ہے جو تقریباً سو سالوں سے مسلسل شائع ہورہا ہے، اللہ کا فضل وکرم ہے کہ ملک وبیرون ملک میں قارئین کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے، اس کی عمدہ طباعت، معیاری مضامین اور دیگر خصوصیات کی وجہ سے لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں، ادارہ قارئین نقیب سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے

مدارس ،اسکول ،کالج ،ہاسپیٹل، میڈیکل اور دکان وغیرہ کے لئے رعایتی قیمت پر غیر تصویری اشتہارات

دے کر اپنے ادارہ اور کاروبار کو فروغ دے سکتے ہیں، نیز ادارہ نقیب کے اعزازی ممبران سے بھی درخواست کرتا ہے کہ وہ نقیب کی اشاعت میں مالی مدد کریں۔ضروری معلومات کے لیے رابطہ کریں:

9576507798,8405997542 Email:.naqueeb.imarat@gmail.com

Scanned with CamScanner

بقیات

(بقیہ: اردو صحافیوں کی پیشہ ورانہ تربیت کی ضرورت)

راجستھان یونیورسٹی کے تحت کوٹہ شہر میں بھی جرنلزم میں ڈپلوما کے فاصلاتی کورس کا اہتمام ہے، جس کا میڈیم ہندی ہے۔ کئی غیر سرکاری ادارے بھی جرنلزم کے کورسز چلاتے ہیں، ان میں کچھ تسلیم شدہ بھی ہیں اور کچھ غیر تسلیم شدہ بھی۔ انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی نے بھی اردو گھر میں چند سال قبل اردو صحافت کا کورس شروع کیا تھا۔ جامعہ ملیہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، عثمانیہ یونیورسٹی کے اردو کے شعبے اردو صحافت پر اکثر سیمینار منعقد کرتے رہتے ہیں جن سے اردو کے صحافی استفادہ کر سکتے ہیں۔

ملک بھر میں اردو کی اولین اور واحد نیوز سروس یو۔این۔آئی۔ ہے، جو اندرون ملک اور بیرون ملک سیکڑوں اخبارات کو اردو میں خبریں اور فیچرس فراہم کرتی ہے۔ اس نیوز ایجنسی سے رابطہ قائم کر کے اردو کے صحافی استفادہ کر سکتے ہیں۔ اردو اخبارات کی مینجمنٹ کو تھوڑی سی کشادہ دلی اور صحافتی ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے غیر تربیت یافتہ عملے کو اپنے خرچ سے موقع بہ موقع شارٹ ٹرم ٹریننگ دلوانی چاہیئے۔ یہ بات ان کے اپنے ہی اخبار کے مفاد میں ہوگی، اس لیے کہ ایک تربیت یافتہ صحافی اپنے اخبار کے فروغ میں زیادہ معاون ثابت ہوسکتا ہے۔

ملک گیر پیمانے پر اردو کے جو چند بڑے اخبارات ہیں انھیں چاہیے کہ اردو صحافت کی تربیت کے لیے وظیفے جاری کریں۔ انھیں اردو کے چھوٹے اخباروں کے صحافیوں کو اپنے یہاں صحافت کی عملی تربیت کے لیے موقع بہ موقع مدعو کرنا چاہیے۔

اخبار آج کے انسان کی اہم ضرورتوں میں شامل ہوگیا ہے۔ ایک عام پڑھا لکھا انسان اپنی روزمرہ کی زندگی کی مصروفیات کا آغاز صبح کا اخبار پڑھنے کے بعد ہی کرتا ہے۔ اس لیے اب صحافت کے پیشے کی طرف تعلیم یافتہ نوجوانوں کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے اور وہ صحافت یا میڈیا کے کریر کو دیگر پیشوں پر فوقیت دینے لگے ہیں۔ اس لیے اگر یونیورسٹیوں اور کالجوں کے اردو نصاب کو روزی روٹی سے جوڑنا ہے تو ضروری ہے کہ ملک کی تمام بڑی یونیورسٹیاں اپنے اردو کے نصاب میں اردو صحافت کو لازمی طور پر شامل کریں۔ ساتھ ہی سال میں ایک بار اردو صحافت کے ریفریشر کورس اور اردو صحافت کے موضوعات پر باقاعدگی سے سیمیناروں کا انعقاد بھی کریں۔ اس سے نوجوانوں میں اردو زبان کے مطالعے سے دلچسپی بھی بڑھے گی۔

ملک کی اردو اکادمیوں اور سرکاری گرانٹ سے چلنے والے فروغ اردو کے اداروں کو بھی مشاعروں اور دیگر ادبی تقریبات کے ساتھ ساتھ کم از کم سال میں ایک بار اردو صحافت کے ریفریشر کورس کا انعقاد کرنا چاہیے۔ یہ کورس ان کے لیے ہونا چاہیے جو کسی نہ کسی اردو اخبار یا رسالے سے وابستہ ہیں۔ اس ضمن میں کئی سال قبل منعقدہ بہار اردو اکادمی کا اردو صحافت سیمینار، بڑی اہمیت کا حامل ہے، یہ مقالہ پہلی بار اسی سیمینار میں پڑھا گیا، جس کا افتتاح جناب کلدیپ نیر نے کیا تھا اور صدارت جناب احمد سعید ملیح آبادی نے کی تھی۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان اور مولانا آزاد نیشنل یونیورسٹی کو بھی اردو صحافیوں کی تربیت کے مسائل اور اس کی ضرورت کی طرف خصوصی توجہ دینی ہوگی۔ ان کے پاس کافی فنڈ اور وسائل بھی ہیں۔ ضرورت صرف قوت عمل کی ہے۔ اردو صحافت کی بقا اور اس کے فروغ کی ذمہ داری سے ان اداروں کو چشم پوشی نہیں کرنی چاہیے، اس لیے کہ ان اداروں کے اردو آبادی سے براہِ راست رابطے کا واحد راستہ اردو صحافت ہی ہے۔ اشتہارات جاری کر کے ہی اردو صحافت کو ممنون و مشکور کرنا کافی نہیں۔

ضروری نہیں کہ اردو صحافیوں کی ٹریننگ کا میڈیم اردو زبان ہی ہو، اردو کا صحافی انگریزی یا ہندی زبانوں کے ذریعے بھی صحافت کے بنیادی امور کی تربیت حاصل کر سکتا ہے۔ مقصد تو پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو جلا بخشنا اور اجاگر کرنا ہے۔

آج الیکٹرانک میڈیا میں ٹی۔وی چینلوں کی تعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ چونکہ اردو صحافیوں کے شین قاف اور لب ولہجہ دوسری زبانوں کے صحافیوں کے مقابلے میں بہتر ہوتے ہیں اسی لیے ٹی۔وی چینلوں میں اردو والوں کی مانگ بڑھ رہی ہے۔ آج ٹی۔وی چینلوں کے آسمان پر اردو صحافت کے پس منظر والے کئی میڈیا پرسن درخشاں نظر آتے ہیں۔ اس لیے پیشہ ورانہ تربیت اردو صحافیوں کے لیے کامیابی کے کئی نئے دروازے بھی کھول سکتی ہے۔ ان کے علم اور تجربے کو ان کی تھوڑی سی پیشہ ورانہ تربیت جلا بخش سکتی ہے۔ بغیر پیشہ ورانہ تربیت کے کوئی اردو صحافی اپنے ڈسک سے سیدھے چھلانگ لگا کر ترقی کے زینے طے نہیں کر سکتا، اسے ضروری پیشہ ورانہ تربیت کے مرحلے سے گزرنا ہی ہوگا۔

اردو صحافیوں کے لیے معیاری اور مستند صحافتی زبان و اصطلاحات کی جامع فرہنگ کی کمی ہے۔ اس ضمن میں بھی تربیت کی ضرورت ہے، NCPUL کو پہل کرنی چاہیے۔ پرنٹ اور الکٹرانک دونوں ہی میڈیا میں انگریزی کی نئی نئی اصطلاحات وجود میں آرہی ہیں، انھیں اردو کا جامہ پہنانے کا عمل مسلسل جاری رہنا چاہیے۔ وقتاً فوقتاً ورک شاپ کا انعقاد کر کے حسب ضرورت نئی اصطلاحات پر غور کیا جانا بھی ضروری ہے۔ اردو صحافیوں کو انگریزی یا ہندی کی خبروں کا اردو میں خالص صحافتی زبان میں معتبر اور قابل قبول ترجمہ کرنے میں اکثر دشواریاں محسوس ہوتی ہیں۔ یہ مسئلہ اخباروں اور ریڈیو کے نیوز روم میں آکر درپیش ہوتا ہے۔ غیر معیاری اور ناقابل قبول الفاظ، اصطلاحات اور اسلوب بیان کی وجہ سے اردو کا تعلیم یافتہ قاری اردو اخبارات سے بے اعتنائی برتنے لگتا ہے۔

پچھلے دنوں مسلمانوں کی عام پسماندگی کے ضمن میں ہونے والے ایک سروے کی سرکاری رپورٹ سے یہ افسوسناک انکشاف بھی ہوا ہے کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اخبار نہیں پڑھتی اور اس کی معلومات کا ذریعہ سنی سنائی باتیں ہی ہوتی ہیں۔ اس میں دو باتیں قابل غور ہیں، ایک تو یہ کہ اخباروں کی زبان عام فہم اور سہل ہوتا کہ کم پڑھا لکھا آدمی بھی اسے پڑھ اور سمجھ سکے۔ دوسری بات یہ کہ اخبار نہ پڑھنے کی وجہ سے عام مسلمان حکومت کی فلاحی اور ترقیاتی اسکیموں سے پوری طرح استفادہ نہیں کر پاتا۔

اپنے موضوع کے ضمن میں مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ملک بھر میں متعدد اردو ایڈیٹرس کانفرنسیں اور دوسرے صحافتی ادارے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی اردو صحافت کو موجودہ مسابقت کے میدان میں مضبوطی سے لا کھڑا کرنے کی موثر پہل اور اقدامات نہیں کرتا۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کو اس ضمن میں بھی موثر کردار ادا کرنا چاہیئے۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۳/۴۷۹/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بخشی بازار کٹک)

قیصری بیگم بنت وحید خان مقام حبیب نگر، گوپی ناتھ پور، ڈاکخانہ گجرپور ضلع کٹک۔ فریق اول

بنام

زاہد محمد ولد محمد خلیل مرحوم مقام پانکراپور ڈاکخانہ چھتیا ضلع جاج پور۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ بخشی بازار، کٹک میں غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۹؍جمادی الاولیٰ ۴۳ھ مطابق ۱۴؍دسمبر ۲۰۲۱ء روز منگل بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۴۶/۲۳۵/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ معروف گنج، گیا)

رضیہ خاتون بنت محمد سراج الدین انصاری ساکن یحییٰ پور ڈاکخانہ چیرکی تھانہ چیرکی ضلع گیا۔ فریق اول

بنام

نیاز احمد ولد محمد احمد ساکن سیدابیدا ڈاکخانہ روشن گنج تھانہ روشن گنج ضلع گیا۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ معروف گنج، گیا میں غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۳؍جمادی الاولیٰ ۴۳ھ مطابق ۸؍دسمبر ۲۰۲۱ء روز بدھ بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۴۶/۱۱۲۹/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ سیوان)

نرگس کلیم بنت کلیم اللہ مقام فرینڈس کالونی، گوپال گنج ضلع گوپال گنج۔ فریق اول

بنام

مختار احمد ولد حلیم میاں مقام بسرام پور گاؤپالیکا وارڈ نمبر ۵، اٹیاہی ٹول ضلع بارا پردیش ۲، نیپال۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ سیوان میں عرصہ ڈیڑھ سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۱۰؍جمادی الاولیٰ ۴۳ھ مطابق ۱۵؍دسمبر ۲۰۲۱ء روز بدھ بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲۴/۴۶۳/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ کٹک)

رقیہ بیگم بنت عثمان خان ساکن میر کمال پٹنہ، منگلا باغ ڈاکخانہ بخشی بازار ضلع کٹک (اڈیشہ)۔ فریق اول

بنام

سکندر عالم ولد عبدالجبار خان مرحوم مقام دھنی پور، ستاپورا، دھنی پور تری کند ضلع جگت سنگھ پور۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ کٹک میں عرصہ ڈھائی سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۳؍جمادی الاولیٰ ۴۳ھ مطابق ۸؍دسمبر ۲۰۲۱ء روز بدھ بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

Scanned with CamScanner

طب وسائنس

موسم بدل رہا ہے ، صحت کا خیال رکھیے

موسمِ سرما کی آمد آمد ہے۔اس موسم کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ کھانے پینے پہننے اوڑھنے کے لئے سردیوں کا موسم بہترین ہے۔تاہم،اس موسم میں بار بار طبیعت کا خراب ہونا، بخار چڑھنا،نزلہ، زکام،کھانسی اور سردی لگنا جیسے مسائل بھی سامنے آتے رہتے ہیں۔ان مسائل سے نمٹنے کے لئے ہمیں اس موسم میں اپنی چند عادتوں کو بدلنے کی ضرورت ہے تا کہ اچھی صحت کے ساتھ آپ اس موسم کالطف اٹھاسکیں۔

مناسب نیند

جب آپ خوابوں کے نگر میں کھوئے ہوئے ہوتے ہیں تو آپ کا جسم خلیات کی مرمت اور خرابیوں کو درست کرنے میں مصروف ہوتا ہے،رات کو ۷ر سے ۹ر گھنٹے کی نیند سے آپ کے جسم کو اپنی مرمت اور تندرستی کا موقع مل جاتا ہے اور وہ فلو وائرس کو دور بھگا دیتا ہے۔اس کے مقابلے میں نیند کی کمی ذہنی تناؤ کی طرح آپ کی جسمانی قوت مدافعت کو کمزور کردیتی ہے جس سے نزلہ زکام کو آسانی سے حاوی ہونے کا موقع مل جاتا ہے۔

ورزش کریں

جسمانی سرگرمیوں کے ذریعے اپنے خون کو جوش دلانا خون میں سفید خلیات کے وائرس کو نشانہ بنانے والی سرگرمیوں کو بڑھا دیتا ہے ، دن بھر میں ایک گھنٹے کی ورزش چاہے وقفوں میں ہی کی جائے ، بہت فائدہ مند ہوتی ہے اور ضروری نہیں کہ آپ بھاری وزن کے ساتھ ورزش کریں صرف چہل قدمی، سیڑھیاں اترنا چڑھنا بھی سردیوں میں ہر ایک کو لاحق ہوجانے والے نزلے زکام سے زبردست تحفظ فراہم کرتا ہے۔

زنک (جست)

درست مقدار میں صحت بخش غذا اور منرلز خوراک کا لازمی حصہ ہونے چاہئیں اس سے جسم کو فلو وائرس کے خلاف جنگ کیلئے بھرپور طاقت مل جاتی ہے ۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ چربی والی غذاؤں اور زیادہ مٹھاس سے گریز کر کے سبزیوں، پھلوں اور کم پروٹین والے کھانوں کا استعمال کیا جانا چاہئے اور ان صحت بخش غذائی اجزاء میں سے ایک زنک ہے جو خاص طور پر فلو سیزن کے لئے بہترین ثابت ہوتا ہے۔زنک جسم کے اندر خلیات میں وائرس کی رسائی میں مداخلت کرتا ہے اور صاف ظاہر ہے نزلے زکام کی تکلیف لاحق نہیں ہوتی، ویسے کا جو بھی زنک سے بھرپور خشک میوہ ہے۔

درست مقدار میں صحت بخش غذا اور منرلز خوراک کا لازمی حصہ ہونے چاہئیں اس سے جسم کو فلو وائرس کے خلاف جنگ کیلئے بھرپور طاقت مل جاتی ہے ۔

لہسن کا استعمال

جراثیم کش خاصیت سے بھرپور یہ سبزی موسم سرما کے مخصوص بیکٹریا اور وائرس وغیرہ کے خلاف بھرپور مزاحمت کرتی ہے۔اس میں شامل جز الیسین انفیکشن کو بلاک کرتا ہے اور چکن سوپ کے ساتھ اسے استعمال کریں آپ کو اس کے فوائد یقیناً حیران کر کے رکھ دیں گے۔

مناسب مقدار میں پانی پئیں

اچھی بات یہ ہے کہ سردیوں میں ہم میں سے اکثر افراد گرم گھروں میں رہائش کا لطف لیتے ہیں مگر اس کے کچھ نقصانات بھی ہیں، اس سے گھر کے اندر کی ہوا ہمارے جسموں کو خشک کردینے کا باعث بن جاتی ہے ۔ مناسب نمی کے بغیر جسمانی دفاعی نظام میں سرگرم خلیات بھرپور طریقے سے کام نہیں کر پاتے تو یہ ضروری ہوتا ہے کہ جسم میں پانی کی مقدار کو مناسب سطح پر رکھا جائے۔

ہنسی بہترین علاج

مثبت رویہ آپ کو ہر میدان میں کامیابی دلا سکتا ہے بلکہ یہ عمر کی بھی سنچری مکمل کرا سکتا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ زندگی میں ہنسی کو عادت بنا لینے سے آپ کو سردیوں میں سوں سوں) نزلہ (کی روک تھام میں مدد مل سکے گی۔ ابھی تک ہنسی کے اس انوکھے فائدے کے بارے میں طبی سائنس زیادہ وضاحت تو نہیں کرسکی ہے مگر خیال کیا جاتا ہے کہ دل کھول کے ہنسنے سے جسمانی دفاعی نظام میں مخصوص خلیات کی تعداد بڑھتی ہے جس سے فلو وائرس کو حملے کی صورت میں ناکامی کا سامنا ہوتا ہے۔

مساج (مالش)

ذہنی تناؤ میں کمی کے لئے پسندیدہ حل یعنی مساج آپ کو جسمانی طور پر صحتمند رکھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ مساج کے نتیجے میں خون کی گردش میں اضافہ ہوتا ہے جس سے جسمانی صحت میں بہتری آتی ہے اور اس دوران خون میں بہتری سے خوراک میں موجود غذائی اجزاء بہتر طریقے سے اپنا کام کر پاتے ہیں۔

نمکین پانی

نمکین پانی آپ کے ناک کے اندرونی حصے کھول کر الرجی کا سبب بننے والی اشیاء کو دور کردیتا ہے یا ان کی شدت میں کمی لے آتا ہے۔

ہلدی ایک دوا بھی

اس مسالے کو اپنے سالن اور سوپ میں شامل کرنے سے لذت اور رنگ ہی شاندار نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ ناک کو کھولنے والی ایک دوا کی طرح بھی کام کرتا ہے،اس سے درد کرتے گلے کو سکون ملتا ہے اور کھانسی کی شدت میں کمی آتی ہے،سونے سے قبل گرم ہلدی والا دودھ پئیں

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

صدر جمہوریہ کے ہاتھوں پدم ایوارڈ تقسیم

صدر جمہوریہ ہند رام ناتھ کووند نے راشٹرپتی بھون میں منعقدہ ایک شاندار تقریب میں سال 2020 کے لیے اپنے متعلقہ شعبوں میں نمایاں خدمات انجام دینے والی شخصیات کو پدم ایوارڈ سے نوازا۔اس موقع پر وزیراعظم نریندر مودی، مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ اور وزیر خارجہ ایس جے شنکر اور متعدد دیگر معززین بھی موجود تھے۔صدر جمہوریہ نے سینئر سوشلسٹ لیڈر اور سابق وزیر دفاع جارج فرنانڈیز، سابق وزیر خزانہ ارون جیٹلی اور سابق وزیر خارجہ سشما سوراج کو بعد از مرگ ملک کا دوسرا سب سے بڑا شہری اعزاز پدم وبھوشن سے نوازا۔ماریشس کے سابق صدر جمہوریہ اور وزیر اعظم انیرودھ جگناتھ کو بھی پدم وبھوشن سے نوازا گیا۔کلاسیکی گلوکار چھنولال مشرا، باکسر میری کوم اور پیجاور مٹھ کے سابق سربراہ آنجہانی وشویش تیرتھ سوامی کو بھی پدم وبھوشن سے نوازا گیا۔صدر جمہوریہ نے سال 2021 کے لیے بھی 119 شخصیات کو پدم ایوارڈ سے نوازا جن میں سات پدم وبھوشن،10 پدم بھوشن اور 102 پدم شری ایوارڈ شامل ہیں۔

دہلی میں غریبوں کو ملتا رہے گا مفت راشن

کیجریوال حکومت نے دہلی کے غریبوں کو بڑی راحت دی ہے جو بڑھتی ہوئی مہنگائی سے نبرد آزما ہیں۔دہلی حکومت نے غریب خاندانوں کو مزید مفت راشن فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔اس کے ساتھ ہی مرکزی حکومت نے پردھان منتری غریب کلیان یوجنا کے ذریعے دیے جانے والے راشن کو 30 نومبر سے آگے نہ بڑھانے کا اعلان کیا ہے۔اس سلسلے میں وزیر اعلی اروند کیجریوال نے وزیر اعظم کو خط لکھا ہے۔انہوں نے لکھا کہ دہلی حکومت اپنی مفت راشن اسکیم کو چھ ماہ تک بڑھا رہی ہے۔دہلی سمیت پورے ملک میں کورونا وبا کا دور ابھی بھی جاری ہے۔کورونا سے ہر شخص متاثر ہوا ہے اور اس کی وجہ سے بہت سے لوگ بے روزگار ہو چکے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کی انسانی فطرت میں بھی کافی کمی آئی ہے اور لوگ ابھی تک اس سے سنبھل نہیں پائے ہیں۔دوسری طرف مہنگائی روز بروز بڑھ رہی ہے۔اشیائے خورد ونوش کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں۔ایسے میں مرکزی اور ریاستی حکومت کی طرف سے مفت راشن فراہم کرنے سے غریبوں کو بڑی راحت ملی ہے۔اس کے ساتھ ہی مرکزی حکومت نے پردھان منتری غریب کلیان یوجنا کے ذریعے دیے جانے والے راشن کو 30 نومبر سے آگے نہ بڑھانے کا اعلان کیا ہے۔اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ اروند کیجریوال نے ٹویٹ کیا اور کہا کہ مہنگائی بہت زیادہ ہوگئی ہے۔عام آدمی کو دو وقت کی روٹی ملنا بھی مشکل ہو رہا ہے۔کورونا کی وجہ سے بہت سے لوگ بے روزگار ہو گئے ہیں۔وزیر اعظم ،غریبوں کو مفت راشن دینے کی اس اسکیم کو مزید چھ ماہ تک بڑھا دیں۔دہلی حکومت اپنی مفت راشن اسکیم کو چھ ماہ تک بڑھا رہی ہے۔

لکھیم پور کیس میں سپریم کورٹ نے پھر یوپی حکومت کی سرزنش کی

سپریم کورٹ نے لکھیم پور کھیری تشدد واقعہ کی سماعت کرتے ہوئے اتر پردیش حکومت سے کہا کہ مظاہرہ کررہے کسانوں کو گاڑی سے کچلنے اور ملزمین کا پیٹ پیٹ کر قتل کرنے کے دونوں واقعات کی غیر جانبدارانہ جانچ ہونی چاہیے۔عدالت عظمٰی نے کہا کہ پہلی نظر میں ایسا معلوم پڑتا ہے کہ ایک خصوصی طریقے سے گواہوں کے بیان درج کر کے ایک خاص ملزم کو فائدہ پہنچایا جا رہا ہے۔جسٹس کانت نے کہا کہ "ہمیں جو معلوم پڑ رہا ہے وہ یہ ہے کہ ایس آئی ٹی ایف آئی آر (ایک جہاں کسانوں کو کار سے کچلا گیا اور دیگر ملزم مارے گئے) کے درمیان فرق بنائے رکھنے میں ناکام ہے ... یہ اہم ہے کہ 219 اور 220 (ایف آئی آر) میں ثبوت یقینی کرنے کے لیے اسے آزادانہ طور پر درج کیا جائے۔" بنچ نے کہا کہ وہ اتر پردیش ایس آئی ٹی کے ذریعہ ثبوت درج کرنے کے لیے اختیار کیے گئے عمل کے بارے میں پر اعتماد نہیں ہے۔انھوں نے کہا کہ "ہم جانچ کی نگرانی کے لیے الگ سے ہائی کورٹ کے ایک سابق جج مقرر کرنے کے خواہاں ہیں۔" بنچ نے پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ کے دو سابق ججوں کے ناموں کی تجویز پیش کی تا کہ معاملوں کو ملانے سے بچنے کے لیے گواہوں کے بیان درج کیے جائیں۔بنچ نے چارج شیٹ داخل ہونے تک جانچ کی نگرانی کے لیے ایک آزادانہ جانچ کی تقرری پر اتر پردیش حکومت سے جواب مانگا۔

رافیل کی ڈیل میں کروڑوں کی رشوت کا انکشاف

ہندوستان اور فرانس کے درمیان رافیل جنگی طیارہ سودے کو لے کر ایک بار پھر چہ می گوئیاں شروع ہوگئی ہیں۔فرانس کے پبلی کیشن 'میڈیاپارٹ' کے ایک دعوے کے بعد رافیل سودے میں ہوئی بدعنوانی کو لے کر سوال کا نیا دور شروع ہوا۔ دراصل 'میڈیاپارٹ' نے دعویٰ کیا ہے کہ فرانسیسی کمپنی دیسالٹ ایویشن نے 36 جنگی طیارہ کے معاہدے کے لیے ایک بچولیے یعنی دلال کو 7.5 ملین یورو بطور کمیشن دیا تھا۔میڈیاپارٹ کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس کے واضح ثبوت ہونے کے باوجود ہندوستانی ایجنسیوں نے اس معاملے میں جانچ شروع نہیں کی۔میڈیاپارٹ کے نئے انکشاف سے متعلق ایک رپورٹ ہندی نیوز پورٹل 'آج تک' پر شائع ہوئی ہے۔اس میں بتایا گیا ہے کہ مذکورہ عمل کے لیے فرضی بل تیار کیے گئے ہیں۔پبلی کیشن نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ اکتوبر 2018 سے سی بی آئی اور ای ڈی کو بھی اس بارے میں معلوم تھا کہ دیسالٹ ایویشن نے سوشین گپتا نام کے بچولیے کو 7.5 ملین یورو (تقریباً 65 کروڑ روپے) کا کمیشن دیا تھا۔یہ سب کمپنی نے اس لیے کیا تا کہ ہندوستان کے ساتھ 36 جنگی طیارہ کا معاہدہ مکمل ہو سکے۔

Volume:61/71,Issue:45 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

میرے بچوں میں ساری عادتیں موجود ہیں میری
تو پھر ان بدنصیبوں کو نہ کیوں اُردو زباں آئی
(منوررانا)

نقیب کا امیر شریعت سابع نمبر؛ایک مطالعہ

محمد عادل فریدی

متنبی نے سیف الدولہ کی شان میں کہا تھا:

مضت الدھور و ما اتین بمثلہ
و لقد اتی و عجزن عن نظرائہ

(کئی زمانے گذر گئے لیکن زمانہ سیف الدولہ جیسی شخصیت پیش نہ کرسکا،اور جب وہ آ گیا تو اب زمانہ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔)

اگر ہم ہندوستان کے پس منظر میں بیتی کچھ صدیوں میں چند ناموں کی فہرست بنائیں جس پر یہ شعر صادق آ سکتا ہے تو اس میں امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نور اللہ مرقدہ کا نام یقیناً شامل ہوگا۔

میں نے اپنی زندگی میں کئی عظیم شخصیتوں کو دیکھا ، کئی ہستیوں کے بارے میں پڑھا، ہر بڑے آدمی کی شخصیت کا کوئی نہ کوئی پہلو، کوئی نہ کوئی وصف ایسا ہوتا ہے، جو اسے اپنے عہد کے دوسرے لوگوں سے ممتاز کرتا ہے۔کسی کے اندر ایک دو وصف کسی کے اندر کچھ زیادہ۔ لیکن کسی ایک آدمی کی شخصیت میں اس قدر امتیازی خصوصیات اور کمالات جو میں نے حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب رحمہ اللہ میں پایا وہ شاذ و نادر ہی کسی شخص میں ہوتے ہیں اور ایسی شخصیتیں صدیوں میں پیدا ہوا کرتی ہیں اور ان کا نام اور کام صدیوں تک باقی رہتا ہے۔حضرت امیر شریعت سابع کی شخصیت بھی صدیوں میں پیدا ہونے والی ہے اور ان شاء اللہ ان کا نام اور کام بھی صدیوں تک باقی رہے گا۔فردوسی کی زبان میں کہیں تو ’’نمیرم ازیں پس کہ من زندہ ام‘‘

مبدأ فیاض نے ان کو عزم و ہمت ، جواں مردی ، حوصلہ مندی، افکار کی بلندی، خیالات کی پختگی ،فکر ونظر کی گہرائی، دوراندیشی کے ساتھ ساتھ بھرپور علمی، ادبی ،فکری، روحانی اور تنظیمی جوہر اور کمالات عطا کیے۔متنبی کہتا ہے:

علی قدر اہل العزْم تاتی العزائمُ
و تاتی علی قدر الکرام المکارمُ
و تعظم فی عین الصغیر صِغارُھا
و تعظم فی عین العظیم العظائمُ

(عزم و جواں مردی جواں مردوں کی استطاعت کے بقدر ہی ملتی ہے اور کمالات تو باکمالوں کے ظرف کے برابر ہی ملتے ہیں۔کوتاہ نظروں کو تو چھوٹی چیزیں بھی بڑی لگتی ہیں۔مگر بڑے لوگوں کے سامنے بڑے بڑے کام بھی معمولی ہوجاتے ہیں)

حضرت امیر شریعت سابعؒ نے اپنی زندگی میں نہ جانے کتنے بڑے بڑے کام اتنی آسانی سے انجام دیے گویا کہ ان کے لیے یہ بہت معمولی کام ہو۔لیکن جب ہم ان کاموں کو دیکھتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ یہ تو ان کے ہی دل گردے کی بات تھی۔متنبی کے یہ اشعار آپ کی شخصیت پر پوری طرح صادق آتے ہیں۔

آپ نے اپنی زندگی کی تقریبا چھ دہائیاں قوم وملت کے کاموں میں لگا دیا اور اپنی پوری توانائی ، بصیرت گوش شنوا اور چشم بینا کے ساتھ کاروان امت کی ساربانی کرتے رہے۔بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی امارت تو آپ کی عملی زندگی کے آخری کچھ سالوں کے لیے آپ کے پاس آئی ۔ ورنہ آپ کی عملی زندگی کا کل زمانہ تو نصف صدی سے زیادہ پر محیط ہے۔ نصف صدی سے زائد کے دورانیہ میں ملک کے طول وعرض میں پھیلی ہوئی آپ کی کتاب زندگی کے اوراق کو سمیٹ کر اکٹھا کرنا بہت ضروری تھا۔آپ کی ہشت پہلو حیات وخدمات کو کتابی شکل میں سامنے لانے کا فریضہ انجام دیا ہے نقیب کے امیر شریعت سابع نمبر نے ۔نقیب امارت شرعیہ کا ترجمان ہے، امیر شریعت سابع کے لفظوں میں کہیں تو نقیب امارت شرعیہ کا چہرہ ہے۔سو برسوں سے پابندی سے شائع ہو رہا ہے ۔اس مدت میں اس کے کئی خصوصی شمارے نکل چکے ہیں۔امیر شریعت رابع نمبر بھی بڑا ضخیم شائع ہوا تھا۔تقریباً آٹھ سو صفحات پر مشتمل تھا۔زیر نظر شمارہ ’’امیر شریعت سابع نمبر‘‘ ۸۶۵/صفحات پر مشتمل عمدہ طباعت دیدہ زیب سرورق ہارڈ بورڈ بائنڈنگ کے ساتھ منظر عام پر آیا ہے۔جس قدر کم مدت میں اتنے عمدہ اور رنگارنگ مضامین کا حسین مجموعہ تیار ہو گیا، اس میں جہاں نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب، مدیر اعلیٰ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، نائب مدیر مولانا رضوان احمد ندوی، مینیجر نقیب مولانا محمد اسعد اللہ قاسمی، کمپوزر اور ڈیزائنر مولانا محمد راشد العزیری اور ان کی پوری ٹیم کی شب وروز کی محنت ودلچسپی شامل ہے۔وہیں دوسری طرف ممدوح گرامی حضرت امیر شریعت کی مقناطیسی شخصیت کا بھی اثر ہے جس کی وجہ سے چند ہفتوں میں ملک و بیرون ملک کے نامور اہل قلم اور مشاہیر علماء و دانشوران کے مضامین و تاثرات جمع ہو پائے۔پوری کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے، جس میں پہلے باب میں مشاہیر کے پیغامات وتاثرات ہیں۔بشمول صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی، حضرت مولانا سید ارشد مدنی صدر جمعیۃ علماء ہند، حضرت مولانا سید محمود مدنی صدر جمعیۃ علماء ہند، مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا محمد سفیان قاسمی مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند، موجودہ امیر شریعت وسجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی، حضرت مولانا شاہ آیت اللہ قادری سجادہ نشیں خانقاہ مجیبیہ ۱۹/ نامور حضرات کے تاثرات کتاب میں شامل ہیں۔باب دوم احوال وآثار پر مشتمل ہے، جس میں فقیہ العصر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ،حضرت مولانا بدر الحسن القاسمی کویت، نامور ادیب حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی کے علاوہ امارت شرعیہ کے ذمہ داروں میں مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم، حضرت نائب امیر شریعت اور مدیر نقیب کے مضامین سمیت ۱۵۹ اہل قلم علماء ودانشوران کے مضامین نے حضرت امیر شریعت سابعؒ کی زندگی کے مختلف گوشوں کا احاطہ کیا ہے۔تیسرا باب آپ کے افکار ونظریات پر مشتمل ہے، جس میں کل ۲۹/ مضامین ہیں۔چوتھے باب میں آپ کی خدمات وتحریکات کا احاطہ کیا گیا ہے ۔اس باب میں کل ۳۱/ مضامین ہیں۔پانچواں باب آپ کے علمی وتحقیقی کاموں پر مشتمل ہے۔اس باب میں نامور ادیب پروفیسر صفدر امام قادری کے طویل مضمون سمیت ۱۵/ مضامین ہیں۔چھٹے باب میں آپ کی زندگی کے آخری ایام، مرض الموت اور سفر آخرت کی تفاصیل پر مشتمل مضامین شامل ہیں اس باب میں کل ۶/ مضامین ہیں۔ساتواں باب امیر شریعت سابع کے انتقال پر ملک کی مختلف دینی، ملی، سماجی وسیاسی شخصیات اور اداروں وتنظیموں کی جانب سے موصول تعزیتی پیغامات پر مشتمل ہے، اس میں جناب نتیش کمار وزیر اعلیٰ بہار وشری لالو پرشاد یادو سابق وزیر اعلیٰ بہار ، پرینکا گاندھی، اسد الدین اویسی، بدر الدین اجمل جیسی قدآور سیاسی شخصیات سمیت چوبیس اہم شخصیات کے تعزیتی پیغامات شامل ہیں۔آٹھواں اور آخری باب منظوم تاثرات پر مبنی ہے۔جس میں عبدالمنان طرزی اور پروفیسر شاکر خلیق جیسے مشہور شعراء سمیت ۱۴/ شاعروں کے منظوم کلام کو شامل کیا گیا ہے۔

کتاب جن خصوصیات کی حامل ہے، ان کا احاطہ کرنے کے لیے نقیب کے کئی صفحات چاہئیں۔ان چند محدود سطروں میں صرف مضامین کی گنتی ہی دی جا سکتی ہے۔ آئندہ ان شاء اللہ موقع رہا تو تفصیل کے ساتھ ہر باب پر لکھوں گا۔ ابھی تو بس ان الفاظ پر یہ تحریر تمام کرتا ہوں۔ ’’سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لیے‘‘

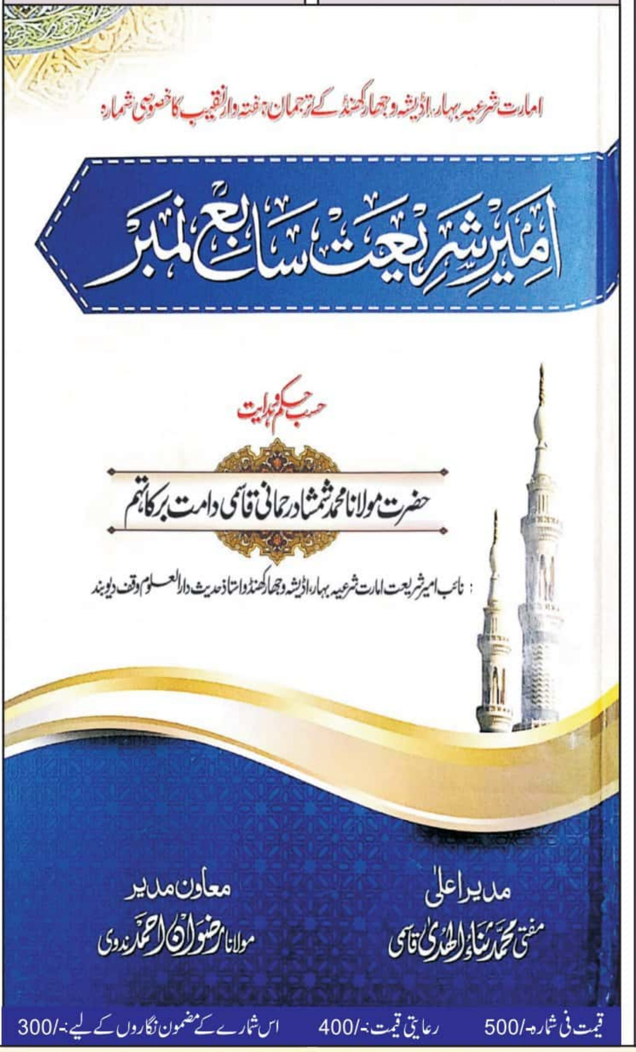

WEEK ENDING-15/11/2021, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988